مسلسل اشاعت کا چوبیسواں سال

فاتبعونی یحببکم اللہ

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل رجسٹرڈ

اسلامی جمہوریہ پاکستان

E.mail: marifraza@hotmail.com

مدیر اعلیٰ / صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

مسلسل اشاعت کا چوبیسواں سال

شمارہ نمبر (79) شوال المکرم ۱۴۲۴ھ / دسمبر 2004ء

دائرہ میں سرخ نشان ممبر شپ ختم ہونے کی علامت ہے
زرتعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

ھدیہ فی شمارہ	:	=/20 روپے
سالانہ	عام ڈاک سے	-/150
	رجسٹرڈ ڈاک سے	-/300
بیرون ممالک	:	=/10 ڈالر سالانہ
لائف ممبر شپ	:	=/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں۔

25۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی (74400) فون: 021-2725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com
marifraza_karachi@yahoo.com

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا خان سے شائع کیا)

آئینہ

قارئین کرام! ....اسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاۃ۔

آپ معارف رضا کے زیر نظر شمارہ کو ملاحظہ کر رہے ہونگے اس وقت غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلۂ شوق جوق در جوق اکنافِ عالم سے اپنے آقا و مولیٰ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت کے جذبے سے سرشار روضۂ رسول مقبول ﷺ کی زیارت کے شوق میں اور حج بیت اللہ شریف کی سعادت کے حصول کی خاطر رواں دواں ہونگے۔

''حج'' کے لغوی معنی قصد و ارادہ کے ہیں، لیکن شرعی اصطلاح میں صرف سفر حج کیلئے بولا جاتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً ط (آل عمران ۳:۹۷)

ترجمہ: اور اللہ کیلئے لوگوں پر اُس گھر کا حج کرنا جو اُس تک چل سکے (ضروری ہے) (کنز الایمان)

ایک قرأت میں '' حِجُّ الْبَيْت '' کی بجائے '' حَجُّ الْبَيْت '' آیا ہے۔ اس صورت میں اس آیتِ کریمہ کے معنی ہوئے اس گھر کا ارادہ کرو جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درس اقدس تک پہنچانے کی سبیل دکھاتا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ یہ اعزاز اسی کے دامن میں آتا ہے جسے حرمین شریفین کی مقدس حاضری کیلئے منتخب کر لیا جاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے صاحب استطاعت پر حج کرنا لازم قرار دیا ہے۔ حج، نماز، روزہ، اور زکوۃ کیطرح ارکان اسلام کا ایک ستون ہے۔ اس سعادت سے بہرہ مند ہونا ایک مومن کیلئے یقیناً بہت بڑی خوش نصیبی اور انعام کی بات ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بہتیرے، صاحب حیثیت و استطاعت لوگ خواہش و تمنا کے باوجود اس بابرکت سفر سے محروم رہ جاتے ہیں جبکہ بعض بظاہر بے بضاعت لوگ اس سفرِ شوق سے مشرف ہونے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دیکھا جائے تو یہ سفرِ نقشِ پائے حبیب کی جستجو میں مستی و بے خودی کا سفر ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ سراسر محبت و ادب کا سفر ہے۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں

جس راہ چل گئے ہیں سکے بٹھا دیئے ہیں

قدم قدم پر پیکرِ ادب اور سراپائے عجز و نیاز بن کر رضائے الٰہی کی منزل تک پہنچنے کا نام حج ہے یہ سخاوت کا سفر ہے، الغرض یہ سفر دنیاء و آخرت کیلئے وسیلہ ظفر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عظمت والی نشانیوں کا قرآن مجید میں جگہ جگہ ذکر فرمایا ہے اور انہیں ''شَعَائِرُ اللہ'' قرار دیا ہے۔ اسی طرح بعض عظمت والے دنوں کو'' اَیَّامُ اللہ'' فرمایا گیا ہے۔ مناسک و ارکان حج کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات اظہر من شمس ہو جاتی ہے کہ یہ تمام سفر

اللہ رب ذوالجلال کی عظمت والی نشانیوں (شعائر اللہ) کی تعظیم اور محبوبانِ الٰہی کی یادگار منانے کا سفر ہے۔ لہٰذا ان عظمت والی نشانیوں کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا ان کی زیارت کرنا اور ''ایام اللہ'' کا منانا منشاء و مقصودِ رب العالمین جل جلالہ اور محبت و اطاعت رحمۃ للعالمین ﷺ ہے۔ ان کی نسبت اللہ کے محبوب بندوں سے ہے، ان کی زیارت، حبیب اللہ، خلیل اللہ اور اولیاء اللہ کی یاد دلاتی ہے اور اللہ کی محبوبیوں کی یاد اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ کرتی ہے بلکہ ان کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے۔ قرآن حکیم کی پہلی سورۃ مبارکہ میں ہمیں یہی سلیقہ سمجھایا اور سکھایا جا رہا ہے۔ کہ اللہ رب العزت کے دوستوں کی راہ سے مستغنی ہو کر سیدھی راہ (صراطِ مستقیم) میسر نہیں آسکتی۔ سفرِ حج میں از ابتداء تا انتہا یہی نکتہ ملحوظِ خاطر رکھنا ''حجِ مقبول'' اور سعی مشکور کی دلیل بنتا ہے، یہی حج کی روح ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ علیہ السلام کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی

فلسفہ حج کی ایک اہم خصوصیت اس کی عالمگیریت ہے اس اجتماعیت میں مسلمانانِ عالم کی اجتماعی طاقت اور اخوت و فدائیت کا ایک ایسا عظیم الشان مظاہرہ ہے کہ جس سے دشمنانِ اسلام پر لرزہ طاری رہتا ہے۔ کاش کہ سعودی عرب کے فرمانروا اور ٹکڑوں میں بٹے ہوئے اسلامی ممالک کے حکمراں اس اجتماع سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس کی طرف واضح اشارہ موجود ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۝ لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ
(الحجج ۲۲: ۲۷)

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور (اپنے عہد کی) ہر عادی سواریاں پر کہ ہر دُور نزدیک کی راہ سے آتی ہیں تاکہ وہ اپنا فائدہ پائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رفیع الدرجت اور عظیم المرتبت نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کو ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ'' کی نوید کے ساتھ مبعوث فرمایا تو تو اب ''وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ'' حکمِ باری تعالیٰ کے ساتھ آپ کی آواز بلند تر ہوتی چلی گئی۔ اور پھر تا قیامت آنے والی ساعتوں تک پھیلتی چلی گئی کہ آج تک سب اسی مبارک ندا پر لبیک کہتے ہوئے چلے آرہے سوئے حرم دوڑتے رہیں گے۔

مطلب یہ ہوا کہ حج توحید پرستوں اور شمعِ رسالت کے پروانوں کی اجتماعی قوت و طاقت اور یکجہتی کا عملی مظاہرہ ہے۔ جس سے بہت سے دینوی و آخری فائدے مرتب ہوتے ہیں جن سے دور و نزدیک سے یہاں آئے ہوئے ہر نسل و رنگ و زبان کے لوگ متمتع ہو سکتے ہیں لہٰذا اُمتِ مسلمہ کو اپنے مشترکہ مفادات کے تحفظ اور دشمنانِ اسلام، یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی عالمگیر سازشوں سے بچنے کی تدابیر اختیار کرنے کیلئے اس سنہرے موقع (عظیم الشان اجتماع) سے بھرپور فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ ہر سال حج کے موقع پر مسلمان عالم کے اجتماعی وسائل اور متحدہ اور مجتمع قوت و طاقت کے پیشِ نظر ایسا لائحہ عمل روبعمل لانے کا اعلان ہو کہ وہ دنیا بھر کی شرکی قوتوں کیلئے تر ہیبی پیغام بن جائے اور ان کو کسی اسلامی مملکت کی طرف سے میلی آنکھ سے دیکھنے کی ہمت نہ ہو سکے۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہم مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

ڈاکٹر اسرار صاحب کا مبلغِ علم

جناب مودودی صاحب کے پروردہ اور جماعت اسلامی کے تربیت یافتہ جناب ڈاکٹر اسرار صاحب ریڈیو کی صدا بندی اور ٹیلی وژن کی رونمائی کی بنا پر

خاصے ''مولانا'' اور ''محقق تراثِ اسلامی'' مشہور ہو گئے ہیں۔ ان کی شخصیت اگر چہ شروع ہی سے پُراسرار رہی ہے لیکن ہمیں اس سے بحث نہیں کہ وہ ام۔ بی۔ بی۔ ایس ڈاکٹر کی کلینک سے سند افتاء تک کیسے پہنچ گئے اور نسخہ نویسی کی مشق کرتے کرتے قرآن وحدیث کے شارح کا مقام کیسے حاصل کرلیا، پر ہم یہ ضرور جانتے ہیں کہ جب الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا پر کوئی بطور ''عالم'' اور ''محقق'' مشہور ہو جائے تو پڑھا لکھا طبقہ اس سے ایک مستند گفتگو ہی سننے کی توقع رکھتا ہے ایسے میں کوئی ایک خلاف واقعہ گل افشانی گفتار میڈیا کی اس "ایمیجینری" قد آور'' علمی شخصیت کو برف سے بنائے ہوئے انسانی مجسمہ کی طرح لمحوں میں تحلیل کر دیتی ہے اور سننے اور دیکھنے والے حیرت زدہ رہ جاتے ہیں۔

ایسی ہی ایک صورتحال ہمارے بعض احباب کو اس وقت پیش آئی جب حال ہی میں جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اے آر۔ وائی ٹی وی چینل کے ایک ذیلی چینل (کیو۔ ٹی۔ وی) اسلامی چینل پر دوران تفسیر قرآن درج ذیل شعر پڑھا۔

وہی جو مستوی عرش ہے خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر

اور اس شعر کو بار بار مجدّد دین وملت، اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام الاکبر فضیلۃ الشیخ احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ الزام عائد کیا کہ انہوں نے اللہ رب العزت کو مدینے کی گلیوں میں اتار دیا ہے اور یہ انکشاف بھی کیا کہ ''حیرت تو اس بات پر ہے کہ اس شعر کے عقیدے سے بریلوی مسلک کے اکثر علماء بھی اپنی براءت کا اظہار کرتے ہیں''۔ حالانکہ جس شخص کو ذرا بھی اردو شعر وادب خصوصاً ''نعت'' سے شغف رہا ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ شعر ہرگز ہرگز امام نعت گویاں امام احمد رضا کا شعر نہیں ہے۔ ہمارے معاصر ماہنامہ ''جام نور'' دہلی (نومبر ۲۰۰۴) نے ''نوائے قلم'' کے نام سے اس پر ایک بھرپور اداریہ سپردِ قلم کیا ہے۔ جس میں وہ لکھتا ہے:

''مولانا کا یہ تجاہل یا تو ان کی جماعتی خمیر کا نتیجہ ہے یا پھر شعر وسخن اور زبان وادب سے ان کی کوتاہ دامنی کا اثر دونوں ہی صورتوں میں ایک عالمی چینل کے ذریعے درس قرآنی کے اس عظیم منصب پر ان کی بحالی زیب نہیں دیتی'' پھر چند سطور بعد یہی معاصر تحریر کرتا ہے ''ایک ایسی جماعت جس کے صنم کدوں میں ہزاروں بت نصب ہوں اور جن کی کتب میں کشف وکرامات، تصورات وتحیرات کے بے شمار طلسم خانے موجود ہوں، انہیں دوسروں پر کیچڑ اچھالنا نہیں چاہیے۔ یقین نہیں آتا ہے تو ''الجمعیۃ'' کا شیخ الاسلام نمبر ملاحظہ فرمائیں جس میں خداوند قدوس کو ہی مولانا حسین احمد مدنی کی شکل میں روئے زمین پر چلتا پھرتا، کھاتا، پیتا اور سوتا جاگتا دکھایا گیا ہے، اب آپ کیا کہیں گے؟''۔

ہم اے۔ آر۔ وائی اور کیو۔ ٹی وی کے ارباب حل وعقد سے مطالبہ کرتے ہیں اب جبکہ جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے مبلغ علم کا بخوبی اندازہ ہو چکا ہے تو انہیں چاہیے کہ تفسیر قرآن کریم اور شرح حدیث ﷺ کے بیان کیلئے کسی مستند باخبر باذوق، بارگاہِ الٰہی اور بارگاہِ جناب رسلت پناہی کے ادب وآداب سے واقف عالم کو آگے لائیں ورنہ آپ کے اس پروگرام کی سند واہمیت مجروح ہو جائیگی اور اس کے نشر وابلاغ کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ بقول حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

ایں چہ شوریست کہ در دورِ قمری بینم .... ہمہ آفاق پر از فتنہ وشری بینم
اسپ تازی شدہ مجروح بزیرِ پالان .... طوق زرّیں ہم در گردنِ خرمی بینم
پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن .... زانکہ ایں پند از دُرّو گہری بینم

معارف قرآن

تمہارا ربّ عزوجل فرماتا ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمتہ

گذشتہ سے پیوستہ

جس نے کہا کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے حنفی شافعی پر طعن و تضلیل نہیں کر سکتا یعنی خدا کو معاذ اللہ جھوٹا کہنا بہت سے علمائے سلف کا بھی مذہب تھا۔ یہ اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے۔ کسی نے ہاتھ ناف سے اُپر باندھے کسی نے نیچے، ایسا ہی اسے بھی سمجھو کسی نے خدا کو سچا کہا کسی نے جھوٹا لہذا ایسے کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہئے یعنی جو خدا کو جھوٹا کہے اسے گمراہ کیا، معنی گنہگار بھی نہ کہو۔ کیا جس نے یہ سب تو اس کذب خدا کی نسبت بتایا اور یہیں خود اپنی طرف سے باوصف اس بے معنی اقرار کہ قدرۃ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے' صاف صریح کہہ دیا کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا سے کذب واقع ہوا' کیا یہ شخص مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جو ایسے کو مسلمان سمجھے خود مسلمان ہو سکتا ہے؟ مسلمانو! خدارا انصاف' ایمان نام کاہے کا تھا؟ تصدیق الٰہی کا، تصدیق کا صریح مخالف کیا ہے؟۔ تکذیب' تکذیب کے کیا معنی ہیں؟ کسی کی طرف کذب منسوب کرنا' جب صراحۃً خدا کو کاذب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے تو خدا جانے ایمان کس جانور کا نام ہے؟ خدا جانے مجوس و ہنود و نصاریٰ و یہود کیوں کافر ہوئے؟ ان میں تو کوئی صاف صاف اپنے معبود کو جھوٹا بھی نہیں بتاتا۔ ہاں معبود برحق کی باتوں کو یوں نہیں مانتے کہ انہیں اس کی باتیں ہی نہیں جانتے یا تسلیم نہیں کرتے ایسا تو دنیا کے پردے پر کوئی کافر سا کافر شاید نہ نکلے کہ

خدا کو خدا مانتا' اس کے کلام کو اس کا کلام جانتا اور پھر بے دھڑک کہتا ہو کہ اس نے جھوٹ کہا، اس سے وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے غرض کوئی ذی انصاف شک نہیں کر سکتا کہ ان تمام بدگویوں نے منہ بھر کر اللہ و رسول کو گالیاں دی ہیں' اب یہی وقتِ امتحان الٰہی ہے، واحد قہار جبار عزجلالہ سے ڈرو اور وہ آیتیں کہ اُپر گزریں پیش نظر رکھ کر عمل کرو۔ آپ تمہارا ایمان تمہارے دلوں میں تمام بدگویوں سے نفرت بھر دے گا ہرگز اللہ و رسول اللہ جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل تمہیں ان کی حمایت نہ کرنے دیگا تم کو ان سے گھن آئے گی کہ کے ان کی پچ کرو، اللہ و رسول کے مقابل ان کی گالیوں میں مہمل و بیہودہ تاویل گڑھو، للہ انصاف! اگر کوئی شخص تمہارے ماں' باپ 'استاذ' پیر کو گالیاں دے اور نہ صرف زبانی بلکہ لکھ لکھ کر چھاپے، شائع کرے' کیا تم اس کا ساتھ دو گے یا اس کی بات بنانے کو تاویلیں گڑھو گے یا اس کے بکنے سے بے پرواہی کر کے اس سے بدستور صاف رہو گے؟ نہیں نہیں! اگر تم میں انسانی غیرت' انسانی حمیت' ماں باپ کی عزت' حرمت' عظمت محبت کا نام و نشان بھی لگا رہ گیا ہے تو اس بدگود شنامی کی صورت سے نفرت کرو گے، اس کے سائے سے دور بھاگو گے، اس کا نام سنکر غیظ لاؤ گے جو اس کیلئے بناوٹیں گڑھے، اس کے بھی دشمن ہو جاؤ گے، پھر خدا کیلئے ماں باپ کو ایک پلہ میں رکھو اور اللہ واحد قہار و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت پر ایمان کو

دوسرے پلہ میں' گرمسلمان ہوتو ماں باپ کی عزت اللہ و رسول کی عزت سے کچھ نسبت نہ مانو گے، ماں باپ کی محبت وحمیت کو اللہ و رسول کی محبت و خدمت کے آگے ناچیز جانو گے' تو واجب واجب واجب! لاکھ لاکھ واجب سے بڑھ کر واجب! کہ ان ان بدگو سے وہ نفرت دوری وغیظ وجدائی ہو کہ ماں باپ کے دشنام دہندہ کے ساتھ اس کا ہزاروں حصہ نہ ہو۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کیلئے اس سات نعمتوں کی بشارت ہے۔ مسلمانو! تمہارا یہ ذلیل خیرخواہ اُمید کرتا ہے کہ اللہ واحد قہار کی ان آیات اور اس بیان شافی واضح البینات کے بعد اس بارہ میں آپ سے زیادہ عرض کی حاجت نہ ہو تمہارے ایمان خود ہی ان بدگویوں سے وہی پاک مبارک الفاظ بول اُٹھیں گے جو تمہارے رب عزوجل نے قرآن عظیم میں تمہارے سکھانے کو قوم ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے نقل فرمائے۔

پھر فرماتا ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ ج اِذْقَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ (الٰی قوله تعالیٰ) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ ط وَ مَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ' (الممتحنہ ۶۰ / ۶،۴)

''بے شک تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں میں اچھی ریس (پیروی) ہے جب وہ اپنی قوم سے بولے بے شک ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سب سے جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ہمیشہ کو ظاہر ہوگئی جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ، بیشک ضرور ان میں تمہارے لئے عمدہ ریس (پیروی) تھی اس کے لئے جو اللہ اور قیامت کی اُمید رکھتا ہو اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے پرواہ سراہا گیا ہے''

یعنی وہ جو تم سے یہ فرمارہا ہے کہ جس طرح میرے خلیل اور ان کے ساتھ والوں نے کیا کہ میرے لئے اپنی قوم کے صاف دشمن ہو گئے اور تنکا توڑ کر ان سے جدائی کرلی اور کھل کر کہہ دیا کہ ہم سے تم سے کچھ علاقہ نہیں، ہم تم سے قطعی بیزار ہیں تمہیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ یہ تمہارے بھلے کو تم سے فرمارہے ہیں مانو تو تمہاری خیر ہے نہ مانو تو اللہ کو تمہاری کچھ پرواہ نہیں جہاں وہ میرے دشمن ہوئے ان کے ساتھ تم بھی سہی، میں تمام جہاں سے غنی ہوں اور تمام خوبیوں سے موصوف، جل وعلا وتبارک وتعالیٰ۔

یہ تو قرآن عظیم کے احکام تھے'

اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی چاہے گا ان پر عمل کی توفیق دے گا مگر یہاں دو فرقے ہیں جن کو ان احکام میں عذر پیش آتے ہیں۔ اول بے علم نادان، ان کے عذر دو قسم کے ہیں عذر اول فلاں تو ہمارا استاد یا بزرگ یا دوست ہے' اس کا جواب تو قرآن عظیم کی متعدد آیات سے سن چکے کہ رب عزوجل نے بار بار بتکرار صراحۃً فرمادیا کہ غضب الٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس باب میں اپنے باپ کی بھی رعایت نہ کرو' عذر دوم صاحب یہ بدگو لوگ بھی تو مولوی ہیں، بھلا مولویوں کو کیونکر کافر سمجھیں یا برا جانیں، اس کا جواب؟ (جاری ہے......)

> بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
> جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو' جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

معارف قرآن

قرآن امام احمد رضا خان اور ایٹمی پروگرام

ڈاکٹر محمد مالک *

قرآن حکیم علوم و معارف اور فصاحت و بلاغت کا ایک بحر بیکراں ہے جس میں کائنات کی ہر خشک و تر چیز کا اشارۃً و کنایۃً ذکر موجود ہے حتیٰ کہ قرآن مجید کے الفاظ وحروف، زیر و زبر اور شد و مد تک اپنے اندر ایک معرفت رکھتے ہیں ان معرفتوں کو جاننے کے لئے نور بصارت سے زیادہ نور بصیرت درکار ہے جو اللہ رب العزت اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے ذٰلک فضل اللہ یوتی من یشاء

آج پوری دنیا میں سائنسی ترقی کا بڑا چرچا ہے اور ایٹمی ٹیکنالوجی کی محیر العقول کرشمہ سازیاں موضوع بحث بنی ہوئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ترقی نے قرآنی اسرار و رموز کی تصدیق کر دی ہے اور قیامت تک جوں جوں سائنس نئی تحقیقات و ایجادات کو سامنے لاتی جائیگی قرآنی حقائق و معارف نکھرتے و اُبھرتے چلے جائینگے اور سائنس کے میدان میں غلبۂ اسلام کی حقانیت و برتری کے آثار نمایاں ہوتے چلے جائینگے اور اسطرح مسلم سائنسدانوں میں سائنسی تحقیقات کے جذبہ کو ترغیب بھی ملے گی۔

اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آج سائنسی انکشافات کی جستجو میں مسلمان اس قدر متحرک نہیں جتنا ہونا چاہیے تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو آج غیر مسلم سائنسدان مسلم سائنسدانوں کے آستانوں پر کشکول لیے نظر آتے اور مسلمان دنیا کے نقشہ پر عظیم ایٹمی قوت بن کر چھائے ہوتے۔

یہ مسلم حقیقت ہے کہ کائنات کے تمام علوم بشمول سائنسی علوم احاطہ قرآن میں موجود ہیں اور قرآن حکیم اس سچائی کا اعلان یوں فرماتا ہے۔

ترجمہ کنزالایمان: "اور (اے محبوب ﷺ) ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔" (النحل: ۸۹)

"اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔" (الانعام: ۵۹)

الغرض علمی جواہر پارے تو قرآن مجید میں محفوظ ہیں البتہ کسی جوہری کے منتظر ہیں۔ علوم و معارف کے یہ موتی رہتی دنیا تک سب کے لیے مشعل راہ ہیں۔ رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں میں کئی ایسے نفوس قدسیہ تاریخ کے صفحات پر نظر آتے ہیں۔ جو قرآن پاک کا کامل فہم رکھتے تھے اور ان کی فہم و فراست سے ملت کی مشکل کشائی ہوتی رہی اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔ اگر ہم بنظر غائر تاریخ کا مطالعہ کریں تو ۲۰ ویں صدی میں معرفت کلام الٰہی سے بہرہ ور اور دینی و سائنسی علوم سے کما حقہ آشنا مفکر اسلام اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (1856-1921) کی شخصیت نمایاں نظر آتی ہے۔ قرآنی علوم کی حقانیت اور بالادستی کے بارے میں اس وقت کے اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور کے پرنسپل (ممتاز ریاضی دان) پروفیسر حاکم علی خان (مرحوم) کو ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا:

"میں سائنس کا مخالف نہیں بلکہ میرا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ قرآن کی روشنی میں سائنس کو پرکھا جائے نہ کہ سائنس کی روشنی میں قرآن کو جانچا جائے اس لیے کہ قرآن کے قوانین مسلم ہیں اور سائنس ارتقائی مراحل میں ہے آج ایک نظریہ ہے کل بدل جاتا ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۷، ص ۱۴۵-ماخوذ: **نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان** 1919ء ...... از۔ امام احمد رضا بریلوی)

وقت نے دیکھا جس طرح ڈاروِن (Drawin) اور نیوٹن (Newton) کے نظریات چیلنج کیے گئے اس طرح آئن سٹائن (Einstein) کے قوانین کو بھی چیلنج کیا گیا ہے۔ یوں انسانی تخلیقات و نظریات میں تغیر و تبدل کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

عرصہ دراز سے حضرت انسان ایٹم (ATOM-electron, proton, neutran etc.) سے متعلق گتھیاں سلجھانے میں محو رہا ہے اور مختلف ادوار میں مفکرین و سائنسی ماہرین کے مختلف نظریات سامنے آتے رہے ہیں۔ آیئے چند معروف سائنسی مفکرین کو مختلف ادوار کے جھروکوں میں دیکھتے ہیں۔

دور	نام		
☆ پہلا دور	ڈیموقراطیس	(Democritis)	400 سال قبل مسیح یونانی فلاسفر
	لکر ایٹس	(Lurcritis)	200 سال قبل مسیح یونانی فلاسفر
☆ دوسرا دور	جان ڈالٹن	(Jan Dalton)	(1844-1766) برطانیہ
	جے جے تھامسن	(J.J.Thomson)	(1940-1856) کیمبرج یونیورسٹی برطانیہ
	ردرفورڈ	(Rutherford)	(1937-1871) نیوزی لینڈ

*خورشید کلینک : بلاک نمبر 16 ڈیرہ غازی خان

نیلز بوہر　(Neils Bohr)　(1962-1885) ڈنمارک

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی(Ala-Hazrat Imam Ahmad Raza Bareilvi)

(1921-1856) ایشین مسلم سائنسی مفکر (بریلی۔ ہندوستان)

☆ **تیسرا دور** (ایٹمی تابکاری کا دور)

پروفیسر ہنری بکیورل	(Prof.Henri Beckuerel)	(1909-1885) فرانس
پروفیسر انریکو فرمی	(Prof. Enrico Fermi)	(1954-1901) اٹلی
البرٹ آئن سٹائن	(Albert Einstein)	(1955-1879) جرمنی
مادام کیوری	(Marie Cure)	(1934-1867) فرانس
پری کیوری	(Peirre Cure)	(1906-1859) فرانس
آٹوہان اور سٹرسمین	(Ottohan & Strassmann)	(1939) جرمنی
ڈاکٹر عبدالقدیر خان	(Dr. Abdul Qadeer Khan)	پاکستان

متذکرہ سائنسی ماہرین و مفکرین کی فہرست میں صرف دو نام جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں جن سے مسلمانوں کا سر فخر سے بلند ہے ایک نام مفکر اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ (1921-1856) کا ہے جو بیک وقت سائنسی مفکر، مجدد اسلام اور فقیہ اعظم کی حیثیت سے اُمت مسلمہ کے لیے سرمایہ صد افتخار ہیں اور جنہیں حضور اقدس ﷺ سے عشق و محبت میں امتیاز خاص حاصل ہے اور یہ اسی فیضان کا نتیجہ ہے کہ آپ نے نور بصیرت سے سب سے پہلے ایٹمی نظریہ کا استنباط قرآن پاک سے فرمایا جو مسلم سائنسدانوں کو تفکر و تحقیق کی روشن سمت راغب کرتا ہے۔

و مزقنٰهم كل ممزق: ترجمہ: تمزیق پارہ پارہ کرنا، ہم نے ان کی کوئی تمزیق باقی نہ رکھی سب بالفعل کر دیں۔

English Translation: And we broke them into pieces with full confusion.

(بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۷، ص ۵۳۹: **الكلمة الملهمه فى الحكمة المحكمة** 1919ء از۔ امام احمد رضا)

ایک اور جگہ قرآن پاک نیوکلئیر فیشن (Nuclear Fission) سے متعلق یوں راز افشا کرتا ہے۔

اذا مزقتم كل ممزق انكم لفى خلق جديد ۔ پارہ ۲۲، (۳۴:۷)

ترجمہ۔ کنزالایمان: ''کہ جب تم پرزہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاؤ تو پھر تمہیں نیا بننا ہے۔'' (امام احمد رضا)

Eng. Translation: If you are reduced to minute particles, you will be created a new

دوسری ہستی ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی ہے جسکی بدولت آج وطن عزیز پاکستان کی سرحدیں محفوظ ہوئی ہیں اور دشمن میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرات تک نہیں کر سکتا۔

قرآن پاک جو کائنات کے علوم و معارف کا سرچشمہ ہے ہمیں تفکر و تدبر یعنی غور و فکر کی تعلیم دیتا ہے جس سے اسلام کی حقانیت اور رب تعالیٰ کی حکمتوں کے وہ حیرت انگیز پہلو آشکار ہوتے ہیں جنہیں جدید سائنسی ٹیکنالوجی آج تسلیم کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

متذکرہ بالا قرآنی آیات سے یہ نکات آشکار ہوتے ہیں۔ ۱) ایٹم کو توڑا جا سکتا ہے یا پارہ پارہ کیا جا سکتا ہے (ایٹم کا انشقاق - Nuclear Fission) ۲) ایٹم کو تباہ کیا جا سکتا ہے (Annihilation of matter) ۳) اس پروسس کے نتیجے میں ایٹمی توانائی (Atomic energy) حاصل کی جا سکتی ہے۔

الغرض قرآن حکیم ۱۴۰۰ برس قبل ایٹم، نیوکلیئر فشن اٹامک ٹیکنالوجی اور جوہری پروگرام سے متعلق واضح نشاندہی کرتے ہوئے غور و فکر کی دعوت دے رہا ہے۔

جدید سائنسی تحقیق کی رو سے اس ایٹمی عمل انشقاق کا عمل کچھ یوں ہے کہ ایٹم کے نیوکلیس (Nucleus) پر جب نیوٹران کی بمبارڈمنٹ کی جاتی ہے تو اس عمل انشقاق کے نتیجے میں بیریم (Barium) اور کرپٹان (Krypton) وجود میں آتے ہیں اور ایٹمی توانائی حاصل ہوتی ہے۔

$${}_{92}U^{235} + {}_{0}n^{1} \longrightarrow {}_{56}Ba^{141} + {}_{36}Kr^{92} + 3\,{}_{0}n^{1} + \text{Energy}$$

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۲ پر)

معارف حدیث
من افاضات امام احمد رضا
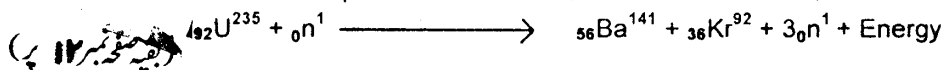
۴۔ سنت کی اہمیت

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خان رضوی

(گذشتہ سے پیوستہ)

۵۵۔ عن أم المؤمنين عائشة الصديقه رضى الله تعالىٰ عنها قالت: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: مَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتي فَلَيْسَ مِنّي۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری سنت پر عمل نہیں کیا وہ مجھ سے نہیں۔ (فتاوی رضویہ حصہ اول ۹/۱۳۵)

۵۶۔ عن أبى أيوب الأنصارى رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى له تعالىٰ عليه وسلم: مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيس مِنّي۔

حضرت ابی ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔

۵۷۔ عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: مَنْ أخَالَف سُنَّتيِ فَلَيس مِنّي۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری سنت کی مخالفت کی وہ مجھ سے نہیں۔ (فتاویٰ رجویہ حصہ اول ۹/۱۰۳۵)

۵۸۔ عن عبد الله بن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: مَنْ أَخَذَ بِسُنَّتِي فَهُوَ مِنّي وَ مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنّي (فتاوی رضویہ حصہ اول ۹/۱۳۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری سنت پر عمل کیا وہ مجھ سے ہے اور جس نے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔

۵۹۔ عن عبد الله بن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: اِنَّ لِكُلِّ عَمَلٍ شَرَّةٌ وَ لِكُلِّ شَرَّةٍ فَتْرَةٌ۔ فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهٗ اِلٰى سُنَّتِي فَقَدِ اهْتَدٰى، وَ مَنْ كَانَتْ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ فَقَدْ هَلَكَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر عمل کیلئے ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کا ایک فتور، تو جو فتور کے وقت بھی میری سنت ہی کی طرف رہے ہدایت پائے۔ اور جو سنت چھوڑ کر دوسری طرف جائے ہلاک ہو۔
(فتاوی رضویہ حصہ اول ۹/۱۳۵)

(۲) خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے

۶۰۔ عن العرباض بن سارية رضى الله تعالىٰ عنه قال: رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ وَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّواجِذ (فتاوی رضویہ ۵/۶۷۲)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے، اسکو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ ۱۲م

(۳) احیائے سنت پر اجر

۶۱۔ عن أنس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: مَنْ اَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَ مَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی بیشک اسے مجھ سے محبت ہے اور جسے مجھ سے محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ ۲/۴۹۲)

۶۲۔ عن بلال رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: مَنْ أحيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيْتَتْ بَعْدِي فَإنَّ لَه مِنْ الْأجرِ مِثْلَ أُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِن غَيْرِ أنْ يَنْقُصَ مِن أُجُوْرِهِمْ شَيْئاً۔ (فتاویٰ رضویہ ۲/۹۹۲)

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے بعد میری مردہ سنت کو زندہ کیا تو اس کو عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا اور عمل کرنیوالوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

۶۳۔ عن عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: مَنْ أحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي فَعَمِلَ بِهَا النَّاسُ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يُنْقَصُ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئاً، وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً فَعَمِلَ بِهَا كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يُنْقَصُ مِنْ أَوْزَارِ مَنْ عَمِلَ بِهَا شَيْئاً۔

(فتاویٰ رضویہ ۲/۴۹۲)

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری کسی سنت کو زندہ کیا پھر لوگ اس پر عمل پیرا ہوئے، تو تمام عمل کرنے والوں کے برابر اس کو ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی اور جس نے خلافِ سنت ناپسندیدہ راستہ ایجاد کیا تو جتنے لوگ اس پر عمل کر کے گنہگار ہوں گے سب کے گناہ اس پر اور ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔۱۲م

۶۴۔ عن عبد اللّٰہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَه أَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو فسادِ اُمّت کے وقت میری سنت مضبوط تھامے اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے۔ (فتاویٰ رضویہ ۲/۴۹۳)

(۶) امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

ظاہر ہے کہ زندہ وہی سنت کی جائے گی جو مردہ ہوگئی ہو، اور سنت مردہ جبھی ہوگی کہ اس کے خلاف رواج پڑ جائے۔ احیائے سنت علماء کا تو خاص فرضِ منصبی ہے اور جس مسلمان سے ممکن ہو اس کیلئے حکمِ عام ہے ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے شہر یا کم از کم اپنی مساجد میں اس سنت (اذان بیرون مسجد) کو زندہ کریں اور سو سو شہیدوں کا ثواب لیں۔ اس پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے یوں ہوتو کوئی سنت زندہ ہی نہ کرسکیں گے، امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی سنتیں زندہ فرمائیں۔ اس پر ان کی مدح ہوئی نہ کہ الٹا اعتراض۔ کہ تم سے پہلے تو صحابہ و تابعین تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حوالہ جات

۵۵۔السنن لابن ماجه النکاح، ۱/۱۳٤
۵٦۔الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح ۲/۷۵۸
☆ الصحیح لمسلم، کتاب النکاح، ۱/٤٤۹
☆ المسند لاحمد بن حنبل ۲/۱۵۸
☆ السنن للنسائی، النکاح ۲/۸
☆ المسند للدرامی ۲/۱۳۳
☆ السنن الکبری للبیهقی " ۷/۷۷
☆ الدر المنثور للسیوطی، ۲/۱۷
☆ المعجم الکبیر للطبرانی، ۷/۷
☆ اتحاف السادة للزبیدی، ۵/٥٤
☆ التنفسیر للقرطبی، ۲/۱۹

☆ الشفا للقاضی ' ۳۷/۲
☆ الترغیب و الترهیب ' ۸۷/۱
☆ فتح الباری للعسقلانی ۹ / ۱۰٤
☆ الصحیح لا بن خزیمة ' ۹۹/۱
☆ مشکل الآ ثا ر للطحا وی' ۲ / ۱۳٦
☆ تا ریخ بغداد للخطیب ' ۳ /۳۳۰
☆ حلیة الا ولیا ء لا بی نعیم' ۳ / ۲۲۸
☆التفسیر لا بن کثیر ' ۳/ ۱٦۰
۵۷ ۔ تاریخ بغداد ، للخطیب ، ۷ /۲۰۹
☆ اتحاف السا دة للزبیدی ' ۹/ ۱۸۵
۵۸ ۔ کنز العمال للمتقی " ۹۳٤ ، ۱/ ۱۸٤
☆ الدر المنشور للسیو طی ۲ / ۳۰۷
☆التفسیر لا بن کثیر ۳ / ۱٦۰
☆ الجا مع الصغیر للسیو طی ' ۲ / ۵۰۹
۵۹ ۔ المسند لا حمد بن حنبل ۲ / ۱۸۸
☆ مشکل الا ثار للطحای ، ۲ / ۸۹
☆مو ارد الظمئان للهیثمی ٦۵۳
☆ الجامع الصغیر للسیو طی ' ۱٤٦
٦۰ ۔ الجا مع للتر مذی ، ابو اب العلم' ۲ /۹۲
☆ السن لا بی دا ؤ د ، السنة ۲ / ٦۳۵
☆ المستد رك للحا کم کتاب الا یما ن ۱ / ۹۷
☆ السن لا بن ما جه ، المقد مه ۱/۵
☆ التفسیر للبغو ی' ۲ / ۲۰٦
☆ المعجم الکبیر للطبرانی ' ۱۸/۲٤٦
☆ تلخیص الحبیر لا بن حجر ' ٤/ ۱۹۰
☆ نصب الرایة للز یعلی ' ۱ / ۱۲٦
☆اتحا ف السادة للزبیدی ۳ / ٤۱۸
☆ الشفا للقا ضی ' ۲ / ۲٤
٦۱ ۔ اتحا ف السادة للزبیدی ۱ / ۱۸۸
☆ کنز العما ل للمتقی ، ۹۳۳ ' ۱ / ۱۸٤
٦۲ ۔ الجا مع للتر مذی ، العلم ، ۲/ ۹۲ ،
☆ الترغیب و الترهیب للمنذری ، ۱۵ / ۹۱
مشکو ة المصا بیح ، الا عتصام با لکتاب و السنة ، ۱ /۱۸٤
٦۳ ۔ السن لا بن ما جه المقدمة ، ۱ / ۱۸٤
٦٤ ۔ الترغیب و الترهیب للمنذری ، ۱ / ۸۰
☆ الجا مع الصغیر للسیو طی ، ۲ / ۵۲۲

☆☆☆

بقیہ: قرآن اور ایٹمی پروگرام

یہ ایٹمی پروگرام کی بنیاد جسے قرآن پاک ۱۴۰۰ برس قبل واضح کر رہا ہے
و مز قنهم کل ممز ق ۔ پاره ۲۲ (۱۹:۳٤) إذا مز قتتم کل ممزق انکم لفی خلق جدید ۔(پاره ۲۲ (۷:۳٤)
الحاصل قرآن پاک نے ایٹمی پراگرام سے متعلق نظریہ ۱۴۰۰ برس قبل بیان فرمایا۔

فخر ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنی ایٹمی تصور کا استنباط **1919** میں واضح کیا۔ برطانیہ کے ایٹمی سائنسدان آٹو ہان **(Ottohan)** اور **(Strasmann)** نے **1939**ء میں تجربات سے ثابت کر کے ایٹمی اعزاز حاصل کرلیا۔

(لمحه فکریه)

اگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن کنز الایمان' فتاویٰ رضویہ اور آپ کی دیگر تصانیف (ہزار سے زائد) جو علوم و معارف کا سمندر ہیں میں مسلمان سائنسدان غوطہ زنی کر لیتے تو قرآن حکیم کی روشنی میں نظریات کو مزید تحقیقات سے مزین کرتے اور آخر کار جدید سائنسی ترقی اور ایٹمی صلاحیت میں سبقت لے جاتے اور آج ہم غیر مسلموں کے نیو ورلڈ آرڈر اور ایٹمی پھیلاؤ کی زد میں نہ آتے۔ کیونکہ پاکستان اور دیگر مسلم مما لک کمالات و تحقیقات کی بنا پر ترقی یافتہ اور طاقتور ہوتے اور آج کے طاقتور مسلمانوں سے بھیک مانگتے نظر آتے۔

☆☆

معارف القلوب

اظہار تمنا کے انداز

(گذشتہ سے پیوستہ)

مصنف: رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن
شارح: امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان
محشی: مولانا عبدالمصطفیٰ رضا عطاری

بست وہشتم ۲۸: مسجد الفتح میں خصوصاً روز چہارم شنبہ بین الظہر والعصر۔(۱۶۷)

امام احمد بسند جید اور بزاز وغیرہما جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید عالم ﷺ نے مسجد فتح میں تین دن دعا فرمائی۔ دو شنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ۔

شنبہ (۱۶۸) چہار شنبہ کے دن دونوں نمازوں کے بیچ میں اجابت فرمائی گئی، کہ خوشی کے آثار چہرہ انور پر نمودار ہوئے۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ جب مجھے کوئی امرِ مہم بشدت پیش آتا ہے۔ میں اس ساعت میں دعا کرتا ہوں ہوں، اجابت ظاہر ہوتی ہے۔

بست ونہم ۲۹: باقی مساجد طیبہ کہ حضور اقدس ﷺ کی طرف منسوب ہیں۔

سیم ۳۰: وہ کوئیں جنہیں حضور پرنور ﷺ کی طرف نسبت ہے۔(۱۷۰)

سی ویکم ۳۱: جبل اُحد شریف

سی و دوم ۳۲: سی ویکم حضور اقدس کے تمام مشاہد متبرکہ ۱۶۹۔

سی وسوم ۳۳، سی و چہارم ۳۴: مزارات بقیع واُحد

بست و دُوم ۲۲، وبست وسوم ۲۳ کے سوا یہ بتیس ۳۲ مقامات حرمین طیبین اوران کے متعلقات میں تھے۔

سی وپنجم ۳۵: مرزا مطہر ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔'' مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی ہے، دو رکعت نماز پڑھتا اور قبر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر دعا مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ روا فرماتا ہے۔''

یہ مضمون امام ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان میں نقل فرمایا۔

سی و ششم ۳۶: مزار مبارک حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام شافعی قدس سرہ فرماتے ہیں۔'' وہ استجابت دعا کیلئے تریاق مجرب ہے۔''

سی وہفتم ۳۷: تربتِ سراپا برکت حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سی وہشتم ۳۸: مزار فائض الانوار سیدنا معروف کرخی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں، وہاں اجابت مجرّب ہے۔'' کہتے ہیں سو بار سورۂ اخلاص وہاں پڑھ کر جو چاہے اللہ تعالیٰ سے مانگے، حاجت پوری ہو، **ذکرہ فی الفضل الاول من المقصد السابع۔**

سی ونہم ۳۹: مرقد مبارک حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین چشتی قدس سرہ۔

چہلم ۴۰: حضرت امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی اوران کی زوجۂ مطہرہ فقیہہ فاضلہ حضرت فاطمہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہما کے بین المزارین۔ ذکرہ العلامۃ الشامی فی رد المحتار۔

چہلم ویکم ۴۱: یوں ہی حضرت سیدی ابوعبداللہ محمد بن احمد قرشی و حضرت سیدی ابن رسلان قدس اللہ تعالیٰ سرہما کے مزاروں کے

درمیان۔ ذکرہ الزرقانی فی الفصل المذکور۔

''ان کے مزارات بیت المقدس میں ہیں''۔

چہل و دُوُم ۴۲: قرافہ میں امام اشہب و ابن القاسم رحمہما اللہ تعالیٰ کے مزاروں کے درمیان کھڑے ہوکر سو بار قل ھو اللہ شریف پڑھے۔ پھر روبقبلہ جو دعا کرے قبول ہو۔ **ذکر ایضا ثمہ۔**

چہلم و سوم ۴۳: مرقدِ امام ابن لال محدث احمد بن علی ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس۔

ذکر فی کشف الظنون عن القاضی ابن شھبة عنہ ذکر معجم الصحابة لہ۔

چہل و چہارم ۴۴: اس طرح تمام اولیاء صُلحاء محبوبان خدا تعالیٰ کی بارگاہیں ہیں۔ خانقاہی آرام گاہیں۔

نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتھم فی الدنیا و الاخرتہ آمین (۱۷۰)

سترہویں شریف مافاخر ربیع الآخر ۱۲۹۳ھ میں ایک فقیر کو اکیسواں سال تھا۔ اعلیٰ حضرت مصنف غلام سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد دو حضرت محبّ الرسول جناب مولانا مولوی محمد عبد القادر صاحب قادری بدایونی دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ رکاب حاضر بارگاہ بیکس پناہ حضور پرنور محبوبِ الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم ہوا حُجرۂ مقدسہ کے چاروں طرف مجالس باطلہ لہو و سرور گرم تھی شور و غوغا سے پاس پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ دونوں حضرات عالیات اپنے قلوب مطمئنہ کے ساتھ حاضر مواجہہٗ اقدس ہوکر مشغول ہوئے۔ اس فقیر بے توقیر نے ہجوم شور و شر سے خاطر پریشان پائی۔ دروازہ مطہرہ پر کھڑے ہوکر حضرت سلطان الاولیاء سے عرض کی کہ اے مولا! غلام جس لئے حاضر ہوا یہ آواز اس میں خلل انداز ہیں۔ (لفظ یہی تھے یا ان کے قریب'' بہر حال مضمون معروضہ یہی تھا) یہ عرض کر کے بسم اللہ کہہ کر داہنا پاؤں دروازہ حجرہ طاہرہ میں رکھا بعنوان رب قدیر وہ سب آوازیں دفعۃً گم تھیں۔ مجھے گمان ہوا کہ یہ لوگ خاموش ہو رہے ہیں۔ پیچھے پھر کر دیکھا تو وہی بازار گرم تھا۔ قدم کہ رکھا تھا باہر ہٹایا پھر آوازوں کا وہی جوش پایا۔ پھر بسم اللہ کہہ کر دہنا پاؤں اندر رکھا بحمد للہ پھر ویسے ہی کان ٹھنڈے تھے۔ اب معلوم ہوا کہ یہ مولیٰ کا کرم اور حضرت سلطان الاولیاء کی کرامت اور اس بندہ ناچیز پر رحمت و معونت ہے۔ شکر الٰہی بجالایا اور اور حاضر مواجہہ عالیہ ہوکر مشغول رہا۔ کوئی آواز نہ سنائی دی۔ جب باہر آیا پھر وہی حال تھا' کہ خانقاہ اقدس کے باہر قیام گاہ تک پہنچنا دشوار ہوا۔ فقیر نے یہ اپنے او پر گزری ہوئی گزارش کی' کہ اول تو وہ نعمت الٰہی تھی۔ اور ربّ عزوجل فرماتا ہے ۔ **وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** ۱۷۱ ''اپنے رب کی نعمتوں کو لوگوں سے خوب بیان کر'' مع ھذا اس میں غلامانِ اولیائے کرام کیلئے بشارت اور منکروں پر بلا و حسرت ہے۔ الٰہی صدقہ اپنے محبوبوں کا ہمیں دنیا و آخرت و قبر و حشر میں اپنے محبوبوں کی برکات بے پایاں سے بہرہ مند فرما۔

فانک انت الکریم و ان الکریم لا یقطع عوائدہ و الحمد للّٰہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و سائر المجبوبین و بارك و سلم ۔ اٰمین ۱۷۲

حوالہ جات

(۱۶۷) یعنی بدھ کے روز ظہر و عصر کے درمیان

(۱۶۸) یعنی پیر' منگل' بدھ

(۱۶۹) یعنی وہ تمام مقامات جہاں ہمارے آقا ﷺ ظاہری حیاتِ مبارکہ میں تشریف لے گئے۔

(۱۷۰) اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقدس حضرات کی برکتوں سے دنیا و آخرت میں نفع پہنچائے۔ **اٰمین بجاہ النبی الامین** ﷺ

(۱۷۱) سورۃ الضحیٰ' آیت ۱۱۔

(۱۷۲) بے شک تو کریم ہے اور کریم اپنی طرف آنے والے سے اپنے کرم کو نہیں روکتا اور سب خوبیاں اللہ عزوجل جو مالک سارے جہان والوں کا اور اللہ عزوجل ہمارے آقا مولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ اور اپنے تمام محبوب بندوں پر اپنی رحمت' برکت اور سلامتی نازل فرمائے۔ آمین۔

اُسوۂ حسنہ کے چراغ

مرتب: علامہ سید آلِ حسنین میاں قادری برکاتی*

﴿۱۶۷﴾ واقعہ فیل کے وقت حضرت عبد المطلب نے ابرہہ سے نجات کیلئے دعا غار حرا میں مانگی تھی۔

﴿۱۶۸﴾ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پَرداداہاشم کا اصل نام عمرو تھا۔ نہایت مہمان نواز تھے۔ ایک سال قریش میں سخت قحط پڑا۔ یہ ملک شام سے خشک روٹیاں خرید کر ایام حج میں مکہ پہنچے اور روٹیاں کا چورہ کر کے اُونٹوں کے گوشت کے شوربے میں ڈال کر ثرید بنایا اور لوگوں کو پیٹ بھر کے کھلایا۔ اس دن سے ان کو ہاشم یعنی روٹیوں کا چورہ کرنے والا کہا جانے لگا۔

﴿۱۶۹﴾ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جدّ محترم حضرت عبد المطلب کے جسم پاک سے کستوری کی سی خوشبو آتی تھی۔ جب قریش کو کوئی حادثہ پیش آتا تھا تو وہ حضرت عبد المطلب کو کوہ شیبہ پر لے جاتے اور ان کے وسیلے سے بارگاہ رب العزت میں دعا مانگتے اور وہ دعا قبول ہو جاتی۔

﴿۱۷۰﴾ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز آٹھ میل تک جاتی تھی۔

﴿۱۷۱﴾ اُم المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہجرت سے تین سال پہلے ۶۵ رسال کی عمر میں انتقال فرمایا ان پر نماز جنازہ نہ پڑھی گئی کیونکہ اس وقت تک نماز جنازہ فرض نہیں ہوئی تھی۔

﴿۱۷۲﴾ ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔

﴿۱۷۳﴾ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور اُم المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا خطبہ ابو طالب نے پڑھا تھا۔

معارف اسلام

(اسلامی معلومات کا خزانہ)

گذشتہ سے پیوستہ

﴿۱۷۴﴾ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں۔

﴿۱۷۵﴾ حضرت بی بی فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز، ایک چکی، ایک رنگی ہوئی کھال، ایک تکیہ جس میں روئی کی جگہ کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے، ایک گٹھلیوں کی تسبیح، ایک آبخورہ اور ایک پیالہ تھا۔ آپ خود ایک معمولی کملی پہنے ہوئے تھیں جس میں بارہ پیوند تھے۔

﴿۱۷۶﴾ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر شفاعتِ اُمتِ عاصی کا باندھا گیا اور آپ کو حیض نہیں ہوا۔ اور جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے عصر کے بعد اپنے نفاس سے طہارت فرما کر نماز مغرب ادا کی اسی لئے آپ کا نام زھراء ہوا۔

﴿۱۷۷﴾ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح سے پہلے خواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصویر دکھائی دی گئی تھی کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں۔

﴿۱۷۸﴾ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیزہ مار کر شہید کرنے والا شخص ہبار ابن الاسود تھا۔

﴿۱۷۹﴾ شاہ مصر مقوقش نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں دو لڑکیاں بھیجی تھیں ایک حضرت ماریہ قبطیہ جو حرم نبوی میں داخل ہوئیں دوسری سیرین جنکا نکاح حضرت حسان بن ثابت سے ہوا۔ والی مصر

*(سجادہ نشین: آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ مارہرہ انڈیا)

نے ایک خچر بھی بھیجا تھا جو حضور اکرم ﷺ نے اپنی سواری میں لے لیا تھا یہی خچر بعد میں دلدل کے نام سے مشہور ہوا۔ غزوہ حنین میں سرکار ﷺ اسی پر سوار تھے۔

﴿۱۸۰﴾ اہل بیت رسول ﷺ کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم اصل اہلِ بیت۔ ان میں تیرہ نفر ہیں: نو (۹) ازوج مطہرات اور چار صاحبزادیاں۔ دوسری قسم داخلِ اہل بیت: یہ تین (۳) نفر ہیں سیدنا علی مرتضیٰ، سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمین۔ تیسری قسم لاحقِ اہل بیت یعنی وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے ناپاکیوں اور گناہوں سے کلّی طور پر پاک کر دیا ہے اور ان کو کمال تقویٰ اور پاکیزگی عنایت فرمائی ہے خواہ وہ سادات ہوں یا سادات کے علاوہ جیسے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

﴿۱۸۱﴾ رسول اللہ ﷺ کی آل کی دو قسمیں ہیں ایک نسبی حضرت جعفر اور عقیل ابن ابی طالب کی اولاد اور عباس رضی اللہ تعالیٰ کی اولاد اور حارث بن عبد المطلب اور علی مرتضیٰ اور آپ کی اولاد رضی اللہ عنہا۔ دوسری سببی کہ ہر متقی مسلمان رسول ﷺ کی آل میں شامل ہے۔

﴿۱۸۲﴾ رسول خدا ﷺ اپنی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے ان کو خوش کرنے کی خاطر اور صحابہ کو تعلیم دینے کی غرض سے دوڑ میں مقابلہ کرتے تھے۔

﴿۱۸۳﴾ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دونوں عرش کی تلواریں ہیں۔

﴿۱۸۴﴾ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آں حضرت ﷺ ان کا بوسہ لیتے اور فرماتے ایسے کو مرحبا جس پر میں نے اپنا بیٹا قربان کیا۔

﴿۱۸۵﴾ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد ۴۸ رسال زندہ رہیں۔

﴿۱۸۶﴾ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواج مطہرات میں سے ہیں ان کا نام رملہ تھا انہیں کو حضور ﷺ نے کربلا کی خاک دی تھی جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت سرخ ہوگئی تھی۔

﴿۱۸۷﴾ پردے کے حکم کی آیت حضور ﷺ کے حضرت اُم سلمہ سے نکاح کے بعد نازل ہوئی۔

﴿۱۸۸﴾ واقعہ افک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانے والا عبداللہ بن ابی تھا۔

﴿۱۸۹﴾ حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فاتحہ کا کھانا مرد کھا سکتے ہیں اس کی شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔

﴿۱۹۰﴾ حضرت اُم فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ ان کی گود میں رسول اللہ ﷺ کے بدن پاک کا ایک ٹکڑا ڈالا گیا ہے حضور اقدس نے اس کی تعبیر فرمائی کہ فاطمہ کے لڑکا پیدا ہوگا اور تم اس کو دودھ پلاؤ گی ایسا ہی ہوا کہ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت اُم فضل نے ان کو دودھ پلایا۔

﴿۱۹۱﴾ حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند تھے۔ حضرت علی اپنے دور خلافت میں محمد بن حنفیہ کو فوج کا سالار بنا کر اکثر جنگوں میں بھیجتے تھے۔ کسی نے محمد بن حنفیہ سے کہا تمہارے باپ علی، حسن یا حسین کو کسی لڑائی پر نہیں بھیجتے تم کو ہی ہمیشہ موت کے منہ میں دھکیل دیتے ہیں۔ محمد بن حنفیہ نے فرمایا حسن اور حسین میرے والد کی آنکھیں ہیں اور میں ان کا بازو۔ آنکھ کا کام الگ ہے اور بازو کا الگ۔

جاری ہے

مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے اسلوب کا تنقیدی جائزہ

معارف رضویات

ڈاکٹر رضاء الرحمٰن عاکف سنبھلی*

فاضل بریلوی امام احمد رضا رحمہ اللہ کی شخصیت ہمہ جہت اور آفاقی حیثیت رکھتی ہے ان کے یہاں فکر و خیال کی بلندی اور تحقیق و تلاش کی بے پناہ قوت پائی جاتی ہے کیوں کہ انھیں صداقت و واقعیت اور سچ سے پیار تھا- وہ حقائق کی تلاش میں ہر پر خار وادی اور تپتی زمین سے گزر جاتے تھے- اور بالآخر نتیجہ خیز مادوں کا اکتساب کر کے ہی دم لیتے تھے- انھوں نے اپنی تصانیف و تخلیقات میں آسان و سہل انداز تحقیق اپنایا ہے۔ زبان تو قدرے دقیق و پیچیدہ ہے مگر ان کے طریقہ ء استدلال نے اس کو پر لطف بنا دیا ہے۔ ان کی تحریروں میں قدیم و جدید علوم و فنون کے موضوعات پائے جاتے ہیں- اس لئے ان کا اسلوب تحریر بھی ہمہ جہت پہلو لئے ہوئے ہے- آپ کی تصانیف پر گہرائی کے ساتھ نظر ڈالنے پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے سائل نے جس زبان و اسلوب میں سوال کیا آپ نے بھی اسی انداز سے جواب دیا ہے۔ ان کے علمی و تحقیقی کام کو دیکھنے پر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان کی علمی و ادبی خدمات کا دائرہ بہت ہی اہم اور وسیع ہے۔ آپ مختلف اصنافِ ادب کے صاحبِ طرز انشاء پرداز اور صاحب اسلوبِ محقق تھے- آپ کے یہاں زبان کی صحت کے ساتھ ساتھ سلاست و سادگی اور پاکیزگی و صفائی واضح طور پر نظر آتی ہے۔ آپ کی تحریروں میں زبان و بیان کی گلکاریاں اور معانی و مفاہیم کے گلستان مہکتے نظر آتے ہیں۔ زبان شستہ با محاورہ ہے- آپ کے یہاں روزمرہ کا برمحل اور مناسب استعمال صاف اور واضح طور پر نظر آتا ہے۔

ان تمام خوبیوں کے ساتھ ہی آپ کی تخلیقات علم و عرفان کی ایک عظیم دنیا اپنے اندر پنہاں رکھتی ہیں۔ تحریر کو دیکھنے پر کھلے دل سے اس حقیقت کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ آپ الفاظ و معنی کے بادشاہ تھے۔ آپ کو زبان و بیان پر زبردست ملکہ حاصل تھا۔ فارسی و عربی میں مہارت تامہ کے ساتھ ساتھ مقامی زبانوں کا بھی ستھرا ذوق رکھتے تھے۔ آپ کی اردو لکھنؤ کی با محاورہ ٹکسالی زبان ہے- تحریر کی سنجیدگی، لب و لہجے کی بلند آہنگی، طنطنہ اور زور اس میدان کی مہارت عظمیٰ کی واضح دلیل ہے۔ مولانا احمد رضاں خاں بریلوی کی منشور میں وہ تمام خصوصیات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں جن سے صاحبِ قلم کو اسلوب و نگارش کا امام قرار دیا جا سکتا ہے۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب جملہ فنی تقاضوں اور تحریر و تقریر کی خوبیوں سے بخوبی آگاہ اور بات کہنے کا سلیقہ جانتے تھے۔ بکھری ہوئی باتوں کو موتی کی مانند پرو کر الفاظ کو موزوں و مناسب جگہ پر سجاتے تھے۔ ان کی تحریروں و تقریروں میں ان کے دلنشین انداز اور فکر انگیز خطابات میں جلال و جمال کو دیکھئے جو سادہ بھی ہے اور پرکار بھی۔ ان کے انداز میں مقصد و موضوع اور غرض و غایت کی گہرائی بھی

*ریسرچ ایسوسی ایٹ اینڈ جرنلسٹ، سنبھلی، داد آباد انڈیا

ہے اور تنوع بھی۔ مثالیت کا جمال، دردوگداز کی کسک، طنز کی جھلکیاں اور اشاریت وایمائیت سے ان کے یہاں بھی ''ادب برائے زندگی'' کا رنگ نظر آتا ہے۔ چونکہ فاضل بریلوی کا تعلق اس عہد سے ہے جب تحریر میں عربی کے بکثرت الفاظ اور فارسی کی پرشکوہ ترکیبیں استعمال ہوتی تھیں۔ اس لئے ان کے یہاں بھی ہندی کے الفاظ کے ساتھ ہی عربی کے مشکل الفاظ اور فارسی کی ترکیبیں صاف طور پر نظر آتی ہیں۔ لیکن ان کے انداز بیان کے حسن اور مضامین کی دلنشینی کی وجہ سے ان کی تحریروں میں روانی بھی ہے اور شوکت بھی۔ اس لئے ان کے مضامین میں پرشکوہ ترکیبوں کے ساتھ تسلسل و روانی کی موجیں ٹھاٹھیں مار رہی ہیں اور شوکت وعظمت کا پھریرا لہرا رہا ہے۔

مولانا کی تحریروں میں صنائع بدائع کا استعمال بھی بکثرت نظر آتا ہے۔ شعری کلام میں تو اس کی بہت عمدہ مثالیں ملتی ہیں مثلاً صنعت عزاشفتین، صنعتِ تجنیس، صنعتِ اقتباس، صنعتِ تضاد، صنعتِ تنسیق الصفات کے علاوہ متعدد صفات وصنعتوں کا استعمال ہوا ہے۔ علم بیان و بدائع وصنائع کی خوبیاں ان کے کلام میں جابجا دیکھنے میں آتی ہیں جن میں تشبیہ استعارہ، کنایہ، ایجاز، تلمیح، مجاز مرسل، لف و نشر، حسنِ تعلیل اور مراعاۃ النظیر کے عمدہ نمونے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ فاضل بریلوی کی تصانیف، مضامین اور شعری تخلیقات میں بھی ان کے دلنشین انداز اور فکر انگیز جلال و جمال کو دیکھئے جو سادہ بھی ہے اور پرکار بھی۔ ان میں موضوع ومقصد اور غرض وغایت کی گہرائی بھی ہے اور تنوع بھی۔ مثالیت کا جمال، دردوگداز کی کسک بھی ہے۔ طنز و ظرافت کی جھلکیاں بھی ہیں تو اشاریت وایمائیت کے مظاہر بھی۔

ادیب کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ اپنے عہد کا ترجمان ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ دیکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے اور جو کچھ اس پر گزرتی ہے اس کو وہ اپنی زبان اپنے انداز اور اپنے لب و لہجے میں بیان کرتا ہے۔ اس لئے تو کہا گیا ہے کہ اسلوب کے اندر انفرادیت ہوتی ہے۔ یہی انفرادیت مولانا کی تحریروں میں صاف طور پر نظر آتی ہے۔ آپ کی تصانیف آپ کے عہد کی سچی ترجمان ہیں۔ ان کے اندر آپ کا اسلوب بیان اور طریقہ استدلال صاف نظر آتا ہے۔ اس وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی تحریروں میں آپ کی مکمل شخصیت نظر آتی ہے۔ یہ بھی ان کے اسلوب کی ایک خصوصیت ہے۔

مولانا احمد رضا خان کے زمانے میں شاعری کا بڑا غلغلہ تھا۔ زبان و بیان کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ خصوصاً داغ دہلوی کی شاعری اور ان کی زبان و بیان کی صفائی ستھرائی نیز شوخی کلام قبول عام کی سند حاصل کر چکی تھی اور تمام شعراء داغ، میر اور اسیر لکھنوی جیسے بزرگوں کے رنگ کی پیروی کر رہے تھے لیکن ایسے وقت میں بھی مولانا نے کسی کا رنگ قبول نہ کرتے ہوئے خود اپنا ایک اسلوب وضع کیا۔ اور زبان و بیان کی اعلیٰ و انفرادی خوبیوں کی بناء پر وہ اپنے تمام معاصرین پر غالب رہے۔ ان کی زبان کی شستگی، شگفتگی اور سلاست و روانی نے آپ کو معاصرین پر خصوصی فوقیت دی ہے۔ یہ آپ کا اسلوب نگارش ہی تو ہے جس کی بناء پر آپ کی تحریریں حیات جاودانی حاصل کر چکی ہیں۔ ان کا خلوص، ان کا جذبہء صادق، ان کا والہانہ عشق، ان کی عقیدت، ان کا تجر علمی، ان کی روحانی بلندی، ان کی زبان دانی، ان کی فصاحت و بلاغت، ان کا تخیل، ان کا تفکر، ان کا انداز بیان، یہ

سب ہی ان کے کے اسلوب نگارش کے عناصر ترکیبی ہیں۔ جن کی وجہ سے ان کے اسلوب کے اندر قوس وقزح کے حسین رنگ سمٹ گئے ہیں۔

حضرت امام احمد رضا کی زبان و بیان کی یہ شستگی مرئی اور غیر مرئی دونوں ہی ہے۔ مرئی اس لئے کہ فنی وتحقیقی ذوق نے انہیں فن کے افکار سے آشنا کیا ہے کیونکہ ان کا زمانہ ترقی وارتقا کے اعتبار سے وہ زمانہ ہے جب بڑے بڑے فنکار اپنی عظمت کا لوہا منوار ہے تھے۔ شاعری میں داغ دہلوی کی فصیح السانی اور سحر طرزازی کا طوطی بول رہا تھا۔ تو نثر میں سرسید اوران کے رفقاء نے اپنی عظمت کا سکہ بٹھا دیا تھا لیکن زبان کی سلاست، بیان کی نیرنگی کے ساتھ ہی مضامین کی عظمت نے بھی مولانا کی نگارشات کو دیگر اہل قلم کی تحریروں پر فوقیت دیدی ہے ___ آپ کی زبان کی سادگی کو غیر مرئی اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ ان کی تخلیقات میں مضامیں کی آورد نہیں بلکہ آمد ہی آمد ہے۔ بیان میں تصنع کی جگہ خلوص کی کارفرمائی ہے۔ ان کی فکر کے سوتے ذہن سے نہیں بلکہ قلب کی گہرائیوں سے پھوٹتے ہیں۔ اپنی شعری تخلیقات میں بھی انھوں نے عروس فن کے لب ورخسار کو خالص اردو الفاظ اور حسین بندشوں کے سامانِ آرائش سے سجایا ہے اور اس طرح اپنی کاوشوں میں انھوں نے ایک ماہر فن کی چابک دستی کا پورا پورا ثبوت فراہم کردیا ہے۔ بالفاظ دیگر آپ کے یہاں فن کے وہ تمام محاسن موجود ہیں جوایک بہترین صاحبِ اسلوب نثر نگار میں ضروری سمجھے جاتے ہیں۔

مولانا کی تخلیقات علم وعرفان اور زبان و بیان کی ایک عظیم دنیا اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور ان کا یہ سارا وصف، یہ تمام خوبیاں کسی دنیاوی استاد کی رہنمائی کی بدولت نہیں بلکہ یہ فیوض و برکات مبداء فیاض نے خود اپنی جانب سے آپ کو عطا کئے تھے۔ آپ کے بے مثال تبحر علمی نے آپ کے اسلوب نگارش کو اتنا پختہ بنادیا تھا کہ آج بھی آپ کی انشاء پردازی میں کسی کو بھی انگشت نمائی کا موقع نہیں ملتا۔ آپ کی قادرالکلامی اور زبان و بیان پر قدرت کا یہ عالم تھا کہ جب وہ کسی مفہوم کوتحریر کا جامہ پہنانے کا ارادہ کرتے تو الفاظ معانی کے تناسب سے خود ہی تحریر کا زریں لباس پہنا کر اتر آتے۔ اس لئے آپ کے اسلوب کے اندر جامعیت کے ساتھ ہی انفرادیت بھی ہے جو بڑے اہم وخاص صاحبان قلم کونصیب ہوتا ہے۔

☆☆☆☆

معارف اسلاف

پنجاب میں ''فکر رضا'' کے پہلے ترجمان
حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: محمد صلاح الدین سعیدی

امام احمد رضا کے عشق و اخلاص نے ایک جہان کو متاثر کیا ۔ آپ کے عقیدت مندوں میں جہاں عامۃ الناس ہیں وہیں بڑے بڑے اہل اللہ شریعت و طریقت کے شہسوار اور وارثان محراب و منبر بھی آپ کی محبت میں گرفتار نظر آتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے عاشق صادق ہیں اور جو بھی آپ سے پیار کرتا ہے اسی نسبت کے باعث کرتا ہے۔

آج ہم اس تحریر کے ذریعے حضرت سیدنا احمد سعید کاظمی چشتی صابری کی اعلیٰ حضرت سے محبت کا جائزہ لے رہے ہیں ۔ آپ سادات امروہہ کے چشم و چراغ ، سلسلہ عالیہ ، چشتیہ صابریہ کے شیخ کامل ، اہلسنت کے جید عالم دین اور پنجاب میں ''فکر رضا'' کے پہلے ترجمان تھے ۔ ظاہری باطنی علوم کی تکمیل اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد بیسویں صدی کے تیسرے عشرے میں آپ لاہور تشریف لائے کچھ عرصہ انجمن نعمانیہ کے دارالعلوم میں تدریس فرمائی پھر اوکاڑہ میں کچھ عرصہ درس و تدریس میں مشغول رہے اور بالآخر ملتان میں ڈیرے ڈال لئے ۔ قریب قریب ایک عشرہ آپ بے سرو سامانی اور درویشی کے عالم میں تبلیغ دین کا فریضہ ادا کرتے رہے۔

1945ء میں باقاعدہ ایک مدرسہ قائم کیا جو انوار العلوم کے نام سے موسوم ہے ہفت روزہ ''الفقیہہ'' امرتسر 7 سے 14 جون 1945ء کے شمارے میں آپ نے ایک اشتہار شائع کروایا جو امام احمد رضا سے آپ کی قلبی وابستگی کی روشن دلیل ہے ۔ ''دو مستند مدرس عالموں کی ضرورت ہے جو اول سے آخر تک کی تمام کتب درسیہ بخوبی پڑھا سکیں اور حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عقیدہ ہوں ۔ تنخواہ ہر مدرس کو دو سو روپیہ ماہوار دی جائے گی کھانے اور رہائش کا بھی معقول انتظام کیا جائے گا۔''

سید احمد سعید کاظمی امروہوی مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان،

یہ اعلیٰ حضرت کی محبت اور عقیدت ہی کا کرشمہ تھا کہ حضرت غزالی زماں نے اپنے مدرسہ انوار العلوم میں ہر سال ''یوم رضا'' کی تعطیل منظور کی ۔ آپ نے مدرسہ انوار العلوم میں یوم رضا کی تقریب کا بزم سعید کی طرف سے باقاعدہ انتظام فرمایا اور اب بھی جامعہ انوار العلوم میں یومِ رضا کی بابرکت روحانی تقریب ہر سال باقاعدہ منائی جاتی ہے جب آپ نے انوار العلوم میں یومِ رضا شروع فرمایا اور اعلیٰ حضرت کی عظیم و جلیل شخصیت مقدسہ پر خطاب فرمایا تو آپ پر ایک خاص روحانی وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور بے خودی کے عالم میں بچشم اشک بار خطاب فرمایا جس کی تفصیل اس زمانے کے ماہنامہ السعید میں شائع ہوئی تھی۔

پاکستان کے معروف مصنف حضرت مولانا حسن علی رضوی مدظلہٗ راوی ہیں کہ ملتان کے علاقے ''حسین آگاہی'' میں

مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کا ایک جلسہ انتظامیہ کی نگرانی میں ہو رہا تھا ۔ دیوبندی مقرر محمد علی جالندھری نے جوشِ خطابت میں کہیں کہہ دیا کہ میں لوہے کی لٹھ دیوبندی ہوں ۔ جب حضرت خطاب کے لئے تشریف لائے تو آپ نے بڑے معنی خیز انوار میں فرمایا لٹھ مونث ہوتی ہے اور پتھر مذکر ہوتا ہے ۔ میں پتھر کی طرح سخت بریلوی ہوں اور لوہا تو پگھل بھی جاتا ہے مگر پتھر پگھلتا نہیں ۔

اعلیٰ حضرت کے چھوٹے شہزادے حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی کے مرید سعید حضرت مولانا انوار احمد رضا لکھتے ہیں ''حقیقت یہ ہے کہ حضرت علامہ کاظمی صاحب قبلہ مسلک اعلیٰ حضرت کے عظیم ناشر و مبلغ تھے ۔ اعلیٰ حضرت کی تصانیف اور تحقیق پر معاندین و مخالفین کی طرف سے اعتراضات کا جس طرح دفاع حضور غزالی دوراں فرماتے ہیں وہ انہی کا خاصہ تھا ۔ میرے پیرو مرشد شیخ الشیوخ العالم حضور سیدنا مفتی اعظم قطب عالم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب نوری بریلوی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بریلی شریف نے نہ صرف غزالی زماں کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت عطا فرمائی تھی بلکہ سند حدیث شریف بھی عطا فرمائی تھی اور حضرت غزالی زماں کے عہد حیات میں مدرسہ انوار العلوم سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کو جو سند دی جاتی تھی اس میں حضور سیدنا مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب اور حضور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے توسط سے یہ سند شیخ المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی تک جاتی ہے ایسے بہت کم خوش نصیب لوگ ہیں جن کو مفتی اعظم نے بیک وقت سلسلہ عالیہ کی اجازت اور حدیث پاک کی سند عطا فرمائی ہو۔''

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی صاحب کے خلیفہ اور روزنامہ نوائے وقت کے قلمکار خواجہ ڈاکٹر عابد نظامی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مشہور شاعر میر حسان الحیدری کے ساتھ حضرت سید احمد سعید کاظمی کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا: نعت گو شعراء کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی حدائق بخشش بار بار پڑھنی چاہئے ۔ اعلیٰ حضرت کی نعتوں میں بارگاہِ رسالت پناہ کا جو ادب و احترام ہمیں ملتا ہے اور جو احتیاطیں نظر آتی ہیں وہ دوسرے شاعروں کے ہاں بہت کم نظر آتی ہیں ۔ اعلیٰ حضرت مقام نبوت اور نبوی جلالت شان کے شناسا ہیں ۔ اس شناسائی اور معرفت کے بغیر نعت لکھنی ممکن نہیں ۔ یہ شناسائی حضور پرنور ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ اور کثرت سے درود شریف پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے ۔

بھارت کے شہر ممبئی سے شائع ہونے والے سہ ماہی ''افکار رضا'' جون 1999ء میں برصغیر کے معروف دانشور سید صابر حسین بخاری رقم طراز ہیں ۔

''قبلہ علامہ کاظمی رحمہ اللہ' امام احمد رضا مجدد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق زار تھے، جب بھی کسی نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شخصیت کو داغدار کرنے کی ناپاک جسارت کی تو آپ کا راہوار قلم فوراً تعاقب میں سرپٹ دوڑتا یا آخر معترض کو راہِ فرار اختیار کرنی پڑتی''

حضرت سید سعید احمد کاظمی زمانہ طالب علمی ہی سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کمال درجہ متاثر تھے ۔ السبحان السبوح اعلیٰ حضرت کی شہرہ آفاق علمی تحقیقی کتاب ہے جس میں اللہ تعالیٰ سبوح و قدوس پر کذب کے امکان کا اطلاق کرنے والوں کا ردِ بلیغ ہے علامہ کاظمی نے حضور اعلیٰ حضرت کی یہ کتاب ملاحظہ فرمائی تو اعلیٰ حضرت کے اتباع میں اسی رنگ میں امکانِ کذب کے حاملین کے رد میں

''تسبیح الرحمٰن'' نامی فاضلانہ کتاب تصنیف فرمائی۔ یہ امام کاظمی کا نقش اول ہے جو سن فراغت کے بعد عالم شباب میں تصنیف فرمائی۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے شان الوہیت میں تنقیص اور شانِ رسالت میں توہین کی ناپاک جسارت کرنے والے قادیانی، نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی وغیرہ پر اکابر علمائے حرمین سے تکفیر کا حکم شرعی حاصل کیا اور اس کو حسام الحرمین کے نام سے شائع کیا پھر اعلیٰ حضرت کے وصال شریف کے بعد شیر بیشہ اہلسنت مولانا محمد حشمت علی خان لکھنوی نے ہندوستان بھر کے علماء ومشائخ سے حسام الحرمین پر تائید وتصدیق حاصل کی تو علامہ کاظمی اور آپ کے پیر ومرشد حضرت علامہ سید خلیل احمد خاں محدث امروہوی نے تکفیر کے شرعی حکم کی بھرپور تائید وتصدیق فرمائی اور شریعت کے اصولوں کے مطابق گستاخانِ رسول اللہ ﷺ کے خلاف فتویٰ دیا علامہ کاظمی کا یہ قدیم فتویٰ الصوارم الہندیہ صفحہ نمبر۱۰۲ پر موجود ہے۔

ملتان کے دیوبندی ماہنامہ ''الصدیق'' نے ماہِ ذی الحجہ 1378 ہجری میں امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت کی مشہور کتاب ''الامن والعلیٰ'' میں منقول ''حدیث مشورہ'' یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ومحبوب ﷺ سے آپ کی امت کے بارے میں مشورہ فرمایا۔ دیوبندی ماہنامہ نے امام اہلسنت کی نقل فرمودہ اس حدیث وروایت کو جھوٹی قرار دیا حالانکہ اس وقت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی سمیت اعلیٰ حضرت کے کئی جید تلامذہ وخلفاء رحمہم اللہ بھی بقید حیات تھے مگر حضرت غزالی زماں نے اپنے امام ومجدد سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے تحفظ ودفاع میں جو مدلل ومحقق جواب ارقام فرمایا وہ تحقیقات علمیہ کا اعلیٰ شاہکار ہے حضرت علامہ کاظمی نے یہ مبارک حدیث جو اعلیٰ حضرت نے بغیر حوالہ صفحہ محض مسند امام احمد کے نام سے نقل فرمادی تھی۔ مسند امام احمد جلد پنجم وغیرہ اور کنز الاعمال جلد ششم اور خصائص کبریٰ جلد دوئم سے حرف بہ حرف نقل فرمادی اور ثابت فرمادیا کہ اعلیٰ حضرت کی نقل فرمودہ حدیث مسند احمد، مطبوعہ مصر جلد۵: ص۳۹۳، کنز الاعمال جلد ۶ ص ۲، خصائص کبریٰ جلد۲ ص ۲۱۰ پر موجود ہے اور دیگر حوالہ جات سے دشمنانِ اعلیٰ حضرت کا ناطقہ بند کردیا آخر میں امام کاظمی فرماتے ہیں ''الحمدللہ'' اہل علم نے دیکھ لیا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز علم وفضل کا وہ بحر ذخار ہیں جس کے ساحل تک بھی منکرین کی رسائی نہیں ''ذلک فضل اللہ''، مختصر یہ کہ تفسیر نیشاپوری، تفسیر سراج المنیر، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان اور مفردات راغب کے مدلل حوالوں سے حدیث مشورہ کا اثبات کر کے یہ ثابت فرمایا کہ حضرت علامہ کاظمی، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے مسلک حق کے جانثار مجاہد ومحافظ ہیں۔ (نوٹ یہ کتابچہ حال ہی میں حدیث استشارہ کے عنوان سے الرضا لائبریری ریلوے پاور ہاؤس لاہور نے شائع کیا ہے۔)

دیوبندیوں نے جب امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ پر الزام لگایا کہ آپ نے مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کے مختلف مقامات سے تین نامکمل فقروں کو لے کر ایک فقرہ بنالیا تھا جس سے کفری مضمون پیدا ہوگیا تو حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے کتاب ''التبشیر برد التحذیر'' لکھ کر یہ ثابت کیا کہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ پہ یہ الزام قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے یہ کتاب آج تک لاجواب ہے۔

جاری ہے

طلبہ کا معارف

ایمان کا قیدی ، جہاد کا بطل جلیل

تحریر : شیخ سید محمد صالح فرفور

ترجمہ: علامہ محمد الحکیم شرف قادری

گذشتہ سے پیوستہ

وللّٰہ عہد لا اخیس بعہدہ
لئن فرجت الا ازور الحوانیا

''میرا اللہ تعالیٰ سے وعدہ ہے اور میں اس وعدے کو نہیں توڑوں گا اگر اس جنگ میں فتح حاصل ہوگئی تو میں شراب کی دکانوں کا رخ نہیں کروں گا''۔

یہ اشعار سن کر حضرت سلمٰی پر رقت طاری ہوگئی...... کہنے لگیں: اے ابو محجن! آپ کو کیوں قید کیا گیا ہے؟...... کہنے لگے: اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے حرام کھانے یا پینے کی بنا پر قید کیا گیا...... میں دورِ جاہلیت میں شراب کا رسیا تھا...... میں نے دو شعر کہے جن کی بنا پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے قید کر دیا...... حضرت سلمٰی نے پوچھا: وہ کونسے شعر ہیں؟...... کہنے لگے:

اذا مت فادفنی الی اصل کرمۃ
تروی عظامی بعد موتی عروقھا

''جب میں مر جاؤں تو مجھے انگور کی بیل کی جڑ کے پاس دفن کرنا، میری موت کے بعد اس کی جڑیں میری ہڈیوں کو سیر کرتی رہیں گی''۔

ولا تدفننی بالفلاۃ فاننی
اخاف اذا ما مت ان لا اذوقھا

''مجھے جنگل میں دفن نہ کرنا، کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میں مرنے کے بعد اسے چکھ نہیں سکوں گا''۔

حضرت سلمٰی نے جب دیکھا کہ جنگ میں شریک نہ ہونے کا انہیں سخت صدمہ ہے...... اور فضیلت جہاد سے محروم ہونا ان کیلئے دکھ کا باعث ہے...... تو ان کا دل بھی نرم ہوگیا...... کہنے لگیں:

''ابو محجن! میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا ہے...... میں آپ کے اس عہد پر راضی ہوں کہ آپ اپنی جگہ واپس لوٹ آئیں گے''۔

یہ سن کر ابو محجن اتنے خوش ہوئے جیسے فضائے بسیط میں پرواز کر رہے ہوں...... اور پوری دنیا کے مالک بن گئے ہوں...... حضرت سعد کا گھوڑا لیا اور ان کی زرہ زیب تن کر کے دشمن کے لشکر پر بھوکے شیر کی طرح ٹوٹ پڑے...... دیکھتے ہی دیکھتے دشمن کی صفیں الٹ دیں...... مجاہدین حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ یہ کون ہیں؟...... حضرت سعد نے انہیں پہچان لیا، اس کے باوجود انہیں مسلمانوں کی فوج کے ساتھ دادِ شجاعت دینے کا موقع دیا اسی شام کے وقت حضرت سعد اپنے مجاہد ساتھیوں کی خیریت دریافت کر رہے تھے...... کہ اچانک انہوں نے دیکھا کہ ابو محجن شراب پی رہے ہیں اور گا رہے ہیں...... اس عظیم مجاہد اور شہسوار کے دوبارہ پرانی معصیت میں مبتلا ہونے پر حضرت سعد جلال میں آگئے...... اور فرمایا: او اپنی جان کے دشمن! تمہارا ثواب برباد ہوگیا تیری پیش قدمی ناقص ہوئی...... کافروں سے جہاد کرنے

کے بعد تم اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دے رہے ہو؟...... کیا تم اپنے لئے اس گھٹیا حرکت کو پسند کرتے ہو؟...... پھر انہیں شراب پینے پر حد لگائی اور قید کر کے ان پر پہرہ لگا دیا۔ دوسرے دن ایرانیوں کے کمانڈر رستم نے جنگ کا آغاز کرتے ہوئے چیلنج کیا کہ ہے کوئی میرے مقابل آنے والا؟...... یکے بعد دیگرے تین شہسوار اس کے مد مقابل آئے اور اس کے ہاتھوں شہید ہو گئے...... حضرت قعقاع (۱) نے ارادہ کیا کہ وہ خود اس کا مقابلہ کریں...... اچانک ایک شہسوار آندھی اور طوفان کی طرح رستم کی طرف بڑھا...... اور اتنی گرجدار آواز کے ساتھ رستم کو للکارا کہ وہ دہشت زدہ ہو گیا...... ابھی وہ سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ آنے والے شہسوار کا نیزہ اس کے ایک پہلو میں پیوست ہو کر دوسری طرف نکل گیا...... حضرت سعد نے اس شہسوار کے بارے میں پوچھا تو انہیں گیا کہ وہ ابو محجن ثقفی ہیں...... آپ پلٹ کر اپنے خیمے میں گئے تو دیکھا کہ وہ خیمے میں موجود ہیں اور بیڑیاں اپنے پاؤں میں ڈال چکے ہیں...... حضرت سعد نے فرمایا کہ جب یہ تمہارا انداز ہے تو میں نے تمہیں معاف کیا۔ (یعنی قید ختم)

ابو محجن نے کہا:

میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ اس خانہ خراب کو کبھی ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس وعدے پر ثابت قدمی عطا فرمائی ......ان کا حال درست فرما دیا...... اور ان کا خاتمہ قابل صد رشک ہوا

(فتوح الشام۔ واقدی...... کسی قدر تصرف کے ساتھ)

(۱) قعقاع ابن عمرو تمیمی حضرت عاصم کے بھائی تھے، شہرہ آفاق بہادر شہسوار تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لشکر میں قعقاع کی آواز ہزار مردوں سے بہتر ہے، نبی اکرم ﷺ نے حضرت قعقاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ آپ نے جہاد کیلئے کیا تیار کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اور گھوڑا، فرمایا یہ تیاری کی انتہا ہے، دمشق اور اکثر عراق کی فتوحات میں شریک ہوئے حضرت ابوبکر صدیق فرمایا کرتے تھے وہ لشکر مغلوب نہیں ہو سکتا جس میں قعقاع ایسے لوگ موجود ہوں، نبی اکرم ﷺ کی رحلت کے وقت حاضر تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے سب سے بڑے ہاتھی کا ہونٹ کاٹا تھا، جس کے بعد ایرانیوں کو شکست ہوئی...... رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
۱۲ (اصابہ کسی قدر تصرف کے ساتھ)

ماہر رضویات
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کو صدمہ

یہ خبر بڑے افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ ادارہ کے سرپرست اعلیٰ ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کی چھوٹی بہن کا دہلی میں انتقال ہو گیا ہے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

ادارہ کے صدر سید وجاہت رسول قادری صاحب، جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ صاحب، سیکریٹری اطلاعات حاجی عبدالطیف قادری صاحب، فائنانس سیکریٹری منظور حسین جیلانی صاحب، رکن مجلس عاملہ سید ریاست رسول قادری صاحب اور آفس سیکریٹری حکیم قاضی عابد جلالی و ادارے کے دیگر اراکین نے ڈاکٹر صاحب سے تعزیت کا اظہار کیا اور مرحومہ کی مغفرت اور ان کی بلندی درجات کیلئے دعائے کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ڈاکٹر صاحب قبلہ و دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)

بچوں کا معارف

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

تحریر: علامہ مولانا فضل القدیر ندوی امجدی*

رسول کریم ﷺ کی دوسری بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد پیدا ہوئیں۔ ان سے چھوٹی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد پیدا ہوئیں تھیں۔ ان میں زیادہ چھوٹائی بڑائی نہیں تھی۔ اس لئے دونوں ایک ساتھ پلیں بڑھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اپنے گھر بار کی ہوئیں تو نبی اکرم ﷺ کے مبارک گھر میں اب یہی دو پھول سی بچیاں تھیں جو آپس میں بڑی محبت رکھتی تھیں۔ ہر بات میں اپنے اُوپر ایک دوسرے کو ترجیح دیتی تھیں۔ ان دونوں کی باہمی محبت دیکھ کر لوگ عش عش کرتے تھے۔ کون جانتا تھا کہ ان دونوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے ساتھ ایسا جوڑ دیا ہے کہ وہ کبھی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوسکتیں۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے والد محترم نبی ﷺ کے مبارک گھر سے رخصت ہوئے جب کچھ دن ہوئے تو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُم کلثوم کی عمر بھی ہوش کی ہوگئی۔ دونوں ایک ساتھ بڑی ہوئیں۔ ایک دن ایسا ہوا کہ حضور ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی ﷺ سے کہنے لگے: ہم آپ کے پاس اپنی دونوں بیٹیوں رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے آپ کے چچا ابولہب کے دولڑکوں عتبہ اور عتیبہ کا پیغام لے کر آئے ہیں ہمیں اُمید ہے کہ آپ قبول فرمائیں گے''۔

(یہ بات اس وقت کی ہے جب حضور نبی اکرم ﷺ نے اعلان نبوت نہیں کیا تھا) حضور ﷺ نے فرمایا:

''رشتہ داری اور خاندانی تعلق تو ہے، مگر چچا، آپ اتنی مہلت تو دیں کہ اپنی دونوں بچیوں سے پوچھ لوں''۔

چنانچہ حضور ﷺ نے اپنی چہتی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اپنی دونوں صاحبزادیوں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بات رکھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ماں تھیں سن کر گہری سوچ میں پڑ گئیں بات یہ تھیں کے اُم جمیل جو ابولہب کی بیوی اور حضور ﷺ کی ان دونوں صاحبزادیوں کی ہونے والی ساس تھیں اس کے بارے میں وہ خوب جانتی تھیں کہ کیسی پتھر دل عورت ہے اخلاق تو اس کو چھو کر بھی نہیں گیا تھا۔ بدزبان ویسی ہی، بدمزاج ویسی ہی اس پر طرّہ یہ کہ بے انتہا کینے کپٹ والی تھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سب کچھ سوچ کر کانپ اُٹھیں، لیکن وہ کچھ بولیں نہیں اس لئے کہ ان کو ڈر تھا کہ کہیں حضور ﷺ کو یہ خیال نہ ہو کہ وہ ان کے رشتہ داروں کو ان سے چھڑا رہی ہیں۔ اس لئے وہ اس طرح چپ ہو رہیں جیسے دونوں بچیاں شرم و حیاء کے مارے چپ ہوگئیں۔

بات پکی ہوگئی خوف اور دھڑکن کی فضا میں شادی ہوگئی۔ شفیق والد رسول اکرم ﷺ نے اپنی دونوں بچیوں کو مبارک باد دی اور دعا فرمائی:

''اللہ تم لوگوں کا نگہبان ہو''

اس طرح حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیاہ کر اپنے گھر یعنی ابولہب کے ہاں چلی گئیں تو حضور اکرم ﷺ نے اللہ کے نبی ہونے کا اعلان کیا آپ ﷺ نے لوگوں کو ایک

---

*پروفیسر ایسٹرن میڈیسن فیکلٹی ہمدرد یونیورسٹی کراچی

اللہ کی بندگی کی دعوت دی بت پرستی اور برے کاموں سے منع فرمایا۔ سارا عرب آپ ﷺ کا مخالف ہو گیا ابولہب اور اس کے گھر والے مخالفت میں پیش پیش اور حضور اکرم ﷺ کی دشمنی میں سب سے آگے تھے۔ مخالفتوں کے اس طوفان میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی دونوں بچیاں رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ یاد آئیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ظالم ان معصوموں کی زندگی اجیرن کردیں۔

ایسا ہی ہوا ابولہب کی بیوی اُم جمیل نے نبی کریم ﷺ کی ان دونوں بیٹیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھانے شروع کر دیئے انتہا یہ ہے کہ اپنے دونوں لڑکوں عتبہ اور عُتیبہ کو مجبور کیا کہ وہ ان کو طلاق دے دیں انہیں سخت سخت قسمیں دیں اور آخر کار اس ظالم اور بد بخت عورت نے ہمارے پیارے رسول ﷺ کی دشمنی میں ان معصوم بچیوں کو طلاق دلوا ہی دی اور یہ صاحبزادیاں اپنے والد ماجد رسول کریم ﷺ کے گھر چلی آئیں۔

ابولہب کی بیوی کے ظلم کی داستان یہیں ختم نہیں ہوتی یہ اور اس کا بد بخت شوہر ہمیشہ اس فکر میں رہتا کہ حضور اکرم ﷺ کو کس طرح نقصان پہنچایا جائے اور آپ ﷺ کا چلنا پھرنا اور رہنا سہنا دوبھر کر دیا جائے۔ اُم جمیل دن بھر نہایت نوکیلے کانٹے چنتی تاکہ آپ ﷺ کی راہ میں بچھا کر آپ ﷺ کے پائے مبارک کو زخمی کرے اللہ تعالیٰ نے اس کی اس بدترین حرکت پر تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ والی سوت اُتاری۔

کافروں کی یہ ظالمانہ حرکتیں اور ان کی دشمنی بھی ہمارے پیارے نبی ﷺ کو راہ حق سے نہ ہٹا سکی۔

ہمارے حضور ﷺ ساری تکلیفیں بڑی ثابت قدمی کے ساتھ جھیلتے رہے۔ انہیں اللہ پر پورا بھروسا تھا ابولہب اور اس کے گھر والوں کو بڑا تعجب ہوا کہ لڑکیوں کو طلاق ہو گئی، راہوں میں کانٹے بچھائے گئے، انہیں پتھر مارے گئے پھر بھی یہ اپنی بات پر قائم ہیں۔ ادھر حضور ﷺ نے غور فرما کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مشورہ لے کر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے ایک بہتر انتظام کا فیصلہ فرمایا اور اللہ نے اپنے کرم سے ایک ایسے شخص سے ان کی شادی کروادی جو نسبت، خاندان، دولت، عزت اور شرافت میں نہایت اونچا درجہ رکھتا تھا اور وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو قریش کے جوانو میں اپنی خوبیوں کے اعتبار سے سارے مکے میں مشہور تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی جب ان سے کر دی تو ظالموں کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور وہ تمام مسلمانوں پر پہلے سے بھی زیادہ ظلم ڈھانے لگے۔ لوگوں نے حضور اکرم ﷺ سے فریاد کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم اگر حبشہ کی سرزمین میں چلے جاؤ تو وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کی موجودگی میں کوئی کسی پر ظلم نہیں کرتا، وہ سچائی کی زمین ہے، تم اس مصیبت سے نجات پا جاؤ گے جس میں اس وقت تم مبتلا ہو''۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حکم کے بعد اپنی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئے۔ حضرت رقیہ روتی ہوئی آنکھوں اور دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اپنے والدین سے جدا ہوئیں۔ یہ ان کی پہلی ہجرت ہوئی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے کہا:

''اللہ ہمارے ساتھ ہے اور وہ ان لوگوں کے ساتھ بھی ہے جن کو ہم اس کے گھر کے نزدیک چھوڑ کر جا رہے ہیں تم گھبراؤ نہیں''۔ جب ہجرت کر کے یہ قافلہ حبشہ پہنچا تو وہاں ان کے رہنے کا انتظام ہوا اور وہاں کے بادشاہ نے قریش والوں کے ظلم وستم کی داستان سنی تو اسے بڑا دکھ ہوا اس نے ان مظلوم مسلمانوں کی بہت دل جوئی کی اور ان کے ساتھ بہت محبت اور مہربانی سے پیش آیا۔ ہجرت کر کے وہاں جانے والے امن وچین کے ساتھ رہنے لگے دن گزرتے گئے یہاں تک کے حبشہ میں یہ خبر پہنچی کے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گروہ میں داخل ہو گئے ہیں۔

اس خبر سے حبشہ ہجرت کر کے جانے والے مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی وطن چھوڑے بہت دن ہو گئے تھے سب کا دل چاہتا تھا کہ اب حضور ﷺ کی طرف سے وطن واپسی کی اجازت مل جائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھی دلی خواہش یہی تھی۔ اجازت مل گئی، وطن روانہ ہوئیں۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اپنے والد ماجد رسول ﷺ کے گھر پہنچیں تو انہوں نے اپنی بہنوں کو چمٹا کر خوب پیار کیا، لیکن جب اپنی والدہ کے بارے میں پوچھا تو سب چپ ہو گئیں۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے اس لئے کے وہ دنیا سے رخصت ہو چکی تھیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت صدمہ ہوا، لیکن اللہ کے حکم میں دم مارنے کی کس کو مجال ہے، رو پیٹ کر بیٹھ رہیں۔

مکّے میں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابھی تھوڑے ہی دن رہی تھیں کہ رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ ہجرت شروع کی۔ حجرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ہجرت کی اس طرح رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ طیبہ پہنچ گئیں یہ ان کی دوسری ہجرت ہوئی، وہاں پہنچی تو ان کے صاحبزادے عبد اللہ پیدا ہوئے۔

ان کی آمد سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر خوشیوں سے بھر گیا حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی چند ہی دنوں بعد ایک نئی مصیبت سے دوچار ہوئی۔ اپنے چہیتے فرزند حضرت عبد اللہ کو گود میں لئے ہوئی تھیں کہ ایک مرغا آیا اور اس نے آپ کے گال پر اپنے چونچ ماری، زہر پھیل گیا اور یہ پھول سے فرزند اللہ کو پیارے ہو گئے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت صدمہ ہوا اور وہ بیمار پڑ گئیں اور انہیں چوبیس گھنٹے بخار رہنے لگا حضرت عثمان نے بے حد محبت کے ساتھ ان کی تیمارداری کی۔ علاج معالجہ بھی کرتے رہے، اللہ تعالیٰ سے صحت کی دعائیں بھی مانگتے رہے، لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

اسی اثنا میں بدر کا معرکہ پیش آیا، حضور ﷺ جاں نثار مسلمانوں کا گروہ لے کر کافروں سے اسلام کی سربلندی کیلئے جنگ کر رہے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس جہاد میں جانے کو تیار تھے مگر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ گھر ہی میں رہیں اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری اور دیکھ بھال کریں۔

اس وقت پہروں اُن پر غشی طاری رہنے لگی تھی۔ آخر وہ گھڑی بھی آ گئی جس کا دھڑکا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل کو تھا، آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور وہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرہ انور پر چادر ڈال رہے تھے اس لئے کہ وہ اپنے معبود سے جا ملی تھیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

ٹھیک اسی وقت ایک شخص میدان بدر سے آیا اور اس نے یہ خوش خبری سنائی کے اس بڑے معرکے میں مسلمانوں کو اُن کی تعداد کم ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کی۔

حضور ﷺ جب واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ ﷺ کو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کی خبر ملی۔ آپ ﷺ کے مبارک دل کو بہت غم ہوا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ ﷺ نے جب دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی بڑی بہن کو یاد کر کے نڈھال ہو رہی ہیں اور زار و قطار رو رہی ہیں تو حضور ﷺ نے ان کو تسلی دی۔ جو خواتین موجود تھیں غم کی وجہ سے وہ بھی رو رہی تھیں جب کچھ آواز بلند ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''رونے میں کوئی مضائقہ نہی، لیکن نوحہ اور بین شیطانی حرکت ہے''

سیدہ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بہن کی وفات پر بہت غمگین تھیں قبر کے پاس بیٹھ کر روتی جاتی تھیں اور حضور اکرم ﷺ کپڑے سے ان کے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

معارف کتب

فنِ شاعری اور حسان الہند کا علمی اور تحقیقی جائزہ

اگر کوئی فاضل استدلال کے ساتھ قاضی صاحب سے اختلاف کرنا چاہیں تو ''معارف رضا'' کے صفحات حاضر ہیں

قاضی عبدالدائم دائم*

○ **دوسرا مصرعہ:-** (ہمیں بھیک مانگنے کو) اور (ترا آستاں بتایا)
رکن اوّل ہے — رکن آخر ہے

■ **رکن اوّل:-** (ہمیں بھیک مانگنے کو)

رکن کے حروف:- ہ م ی ں + بھ ی ک + م ا ن گ ن ی + ک و

تعداد حروف:- ~~۴~~ + ۳ + ۶ + ~~۲~~ = ۱۵ حروف

کٹنے کے بعد:- ۳ + ۳ + ۶ + ۱ = ۱۳ حروف

■ **رکن آخر:-** (ترا آستاں بتایا)

رکن کے حروف:- ت ر ا + آ س ت ا ں + ب ت ا ی ا

تعداد حروف:- ۳ + ۵ + ۵ = ۱۳ حروف

○ **زائد ٹکڑا:-** (تجھے حمد ہے خدایا)

ٹکڑے کے حروف:- ت جھ ی + ح م د + ہ ی + خ د ا ی ا

تعداد حروف:- ۳ + ۳ + ۲ + ۵ = ۱۳ حروف

مذکورہ تقطیع کے حساب سے شعر کے دونوں مصرعوں کے، رکن اوّل اور رکن آخر کے ۱۳/ اور ۱۳/ حروف ہیں اور ان ارکان کے حروف کی تعداد سے زائد ٹکڑے کے حروف کی تعداد بھی مساوی ہے۔ لہٰذا یہ شعر صنعت مستزاد کا ہونے میں علم عروض کی اصطلاح کے اصول و ضوابط پر پورا اُترتا ہے۔ مذکورہ تقطیع میں شاید کسی کو یہ شک ہو کہ پہلے مصرعہ کے رکن اوّل میں پندرہ حروف ہیں، انہیں کاٹ کر ان کی تعداد ۱۳/ کس طرح ہوگی۔ اسی طرح دوسرے مصرعے کے رکن اوّل کے حروف پندرہ سے تیرہ ہو گئے ہیں۔ دونوں ارکان سے حرف ''ی'' اور حرف ''واؤ'' کاٹے گئے ہیں۔ یعنی علم عروض کی اصطلاح میں حذف کئے گئے ہیں اور یہ حذف کرنا علم عروض کے ضوابط کے تحت ہے۔'' ص ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷۔

ہمارے خیال میں یہ ساری کاوش بوجوہ غلط ہے۔

اولاً اس لئے کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ان حروف کو حذف کرنا درست ہے، مگر کس اصول کے تحت؟ کیا یہ مرضی کی بات ہے کہ حرفوں کی تعداد برابر کرنے کے لئے جہاں سے جی چاہا ''ی'' اور ''و'' کو کاٹ دیا یا اس کا کوئی قاعدہ قانون ہے؟ اگر مرضی پر منحصر ہے تو پہلے جزو میں ''ہمیں'' کی ''ی'' اور ''کو'' کی ''واؤ'' کی کیا تخصیص ہے؟ ''ہے'' اور ''نے'' کی یاء کو کیوں نہ حذف کر دیا جائے؟ اسی طرح دوسرے جزو میں ''ہمیں'' کی ''یاء'' کاٹنے کے بجائے ''مانگنے'' کی یاء کیوں نہ کاٹ دی جائے؟ اس طرح بھی تو دونوں اجزاء کے حروف تیرہ ہو جائیں گے۔ اور اگر حذف حروف کے لئے کوئی قاعدہ ہے تو وہ کونسا ہے جس کی بنا پر مصنف نے بالخصوص ان حروف کو حذف کیا ہے؟

ثانیاً اس لئے کہ حروف کی اس تقطیع میں ''ہمیں''، ''مانگنے'' اور ''آستاں'' کے نون غنہ کو برقرار رکھا گیا ہے، حالانکہ نون غنہ سرے سے حرف ملفوظ شمار ہی نہیں کیا جاتا۔ جس طرح ''زمین و زماں'' کے بارے میں خود مصنف کو اعتراف ہے کہ اس نعت کا

---

*سجادہ نشین، خانقاہ نقشبندیہ، مجددیہ، ہری پور ہزارہ

وزن مفاعلتن ہے اور یہ وزن ''زماں'' کے الف پر پورا ہوجاتا ہے، نون غنہ حساب میں نہیں آتا۔

ثالثًا اس لئے کہ ''آستاں'' کے ''آ'' کو ایک حرف قرار دیا گیا ہے، حالانکہ تقطیع میں یہ دو حرفوں کے قائم مقام ہوتا ہے، جس طرح مصنف نے ص ۱۰۰ پر ''مآلی ہے'' کا وزن ''مفاعیلن'' قرار دیا ہے اور یہ تب ہی ہوسکتا ہے کہ ''مآ'' بروزن ''مفا'' ہو، یعنی ''مآ'' تین حروف شمار ہوں گے، ایک ''م'' اور دو حرف ''آ''۔

درج بالا وجوہ کی بنا پر یہ تقطیع سر بسر غلط اور بے قاعدہ ہے کیونکہ تقطیع کے بارے میں خود مصنف نے لکھا ہے کہ---''بحر کے ارکان سے ہم وزن کرنے کے لئے شعر کے الفاظ کے ٹکڑے کئے جاتے ہیں۔'' ص ۹۹۔

جبکہ مصنف نے نہ تو اس نعت کا بحر متعین کیا ہے، نہ اس کے مطابق حروف کے ٹکڑے کئے ہیں، پھر اس کو تقطیع کیونکر کہا جاسکتا ہے؟

تو آیئے پہلے اس نعت کا بحر معلوم کریں، پھر اس کے مطابق تقطیع کریں تاکہ صحیح صورت حال واضح ہوسکے لیکن اس کے لئے پہلے چند باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

ا---اعلیٰ حضرت کی یہ انتہائی معیاری اور بلند پایہ نعت بحر رمل مثمن سے ہے، جس کا پہلا رکن مشکول ہے، دوسرا سالم، پھر تیسرا مشکول اور چوتھا سالم، علیٰ ھذا القیاس آخر تک۔

ب---بحر رمل، اس بحر کو کہا جاتا ہے جس کا بنیادی رکن فاعلاتن ہو۔ یہ رکن اگر پورے شعر میں آٹھ دفعہ آئے تو اس کو رمل مثمن کہا جاتا ہے۔

ج---ارکان، ان اوزان کے مفردات کو کہا جاتا ہے جو بحر کا تعین کرتے ہیں، مثلاً فاعلاتن یا فعولن یا مفاعیلن۔ ان میں سے ہر ایک، ایک رکن ہے۔

د---بحر رمل میں اگر فاعلاتن پورا آئے تو اسے رکن سالم کہا جاتا ہے۔ اس کے سات حروف ہوتے ہیں جن میں تین، یعنی دوسرا، پانچواں اور ساتواں حرف ساکن؛ جبکہ باقی چار متحرک ہوتے ہیں۔

ہ---اگر فاعلاتن کے حروف میں کہیں کمی بیشی ہوجائے تو اس کی بہت سی صورتیں ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ فاعلاتن کے دوسرے ساکن، یعنی الف اور ساتویں ساکن، یعنی نون دونوں کو حذف کردیا جائے اور نون سے پہلے ''تا'' کو متحرک برقرار رکھا جائے۔ اس طرح فَـاعِلَاتُـنْ کی جگہ فَعِلَاتُ باقی رہ جاتا ہے۔ ایسے رکن کو مشکول کہا جاتا ہے۔ اس کے پانچ حروف ہوتے ہیں، جن میں سے صرف ایک ساکن ہوتا ہے یعنی چوتھا، باقی تین متحرک ہوتے ہیں۔

و--- یہ دونوں مل کر آدھا مصرعہ بناتے ہیں جس کے حروف ملفوظہ کی تعداد ۱۲/ ہوتی ہے۔ پانچ فعلات کے اور سات فاعلاتن کے۔ پورے مصرعہ میں ۲۴ حروف ملفوظہ ہوتے ہیں۔

ز---تقطیع کے دوران لفظ کے آخر میں آنے والی ہائے ساکن اسی طرح وہ حروف علت جو ساکن ہوں اور اس ''ہا'' اور حروف علت کے مقابلے میں وزن کے اندر کوئی حرف نہ ہو، حذف ہوجاتے ہیں۔ (یہ نہیں کہ جہاں سے چاہا ان حروف کو حذف کردیا۔)

ح---نون غنہ وزن میں شمار نہیں کیا جاتا۔

ط---اگر دو حرف ساکن رکن کے اندر جمع ہوجائیں تو ان میں سے دوسرا متحرک شمار ہوتا ہے۔ جیسے ''تاج والے'' کا وزن

[بحر رمل، مثمن، رکن اوّل مشکول، دوم سالم۔ ہر مصرعہ کا وزن فَعِلَاتُ فَاعِلَاتُنْ، فَعِلَاتُ فَاعِلَاتُنْ۔

پورے مصرعہ میں حروف کی تعداد ۲۴/ اور آدھے مصرعہ میں ۱۲۔]

شعر کے حصے	حروف موجودہ وملفوظہ کا تعین	آدھے مصرعہ کا وزن: فَعِلَاتُ	آدھے مصرعہ کا وزن: فَاعِلَاتُنْ	حروف موجودہ وملفوظہ کی تعداد	تقطیع اور وزن میں حذف ہوجانے والے حروف کی نشاندہی۔
پہلے مصرعہ کا نصف اوّل	حروف موجودہ	وہی رب ہے	جس نے تجھ کو	۱۵	''وہی'' ''ہے'' اور ''نے'' تینوں سے یا حذف ہوجائے گی۔
	حروف ملفوظہ	وُہِ رَبْ ہَ	جس نِ تجھ کو	۱۲	
پہلے مصرعہ کا نصف دوم	حروف موجودہ	ہمہ تن کَـــرَم	بنایا	۱۳	''ہمہ'' کی دوسری ''ہا'' حذف ہوجائے گی۔
	حروف ملفوظہ	ہَم تَنْ ک	رَم بنایا	۱۲	
دوسرے مصرعہ کا نصف اوّل	حروف موجودہ	ہمیں بھیک	مانگنے کو	۱۵	''ہمیں'' کی ''یاء'' اور نون غنہ اور ''مانگنے'' کا نون غنہ حذف ہوجائیں گے۔
	حروف ملفوظہ	ہَمِ بھیک	ماگنے کو	۱۲	
دوسرے مصرعہ کا نصف دوم	حروف موجودہ	ترا آســـ	تاں بتایا	۱۴	''ترا'' کا الف اور ''آستاں'' کا نون غنہ شمار نہیں ہوگے۔
	حروف ملفوظہ	تَرَ آس	تا بتایا	۱۲	
وہ ٹکڑا جو زیادہ کیا گیا ہے	حروف موجودہ	تجھے حمد	ہے خدایا	۱۳	''تجھے'' کی ''یا'' حذف ہو جائے گی۔
	حروف ملفوظہ	تُجھِ حمد	ہے خدایا	۱۲	

فـاعـلا تـن ہوگا کیونکہ الف اور جیم دو ساکن یکجا ہوگئے ہیں اور اس صورت میں دوسرا ساکن متحرک سمجھا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے شعر میں ''بھیک'' کا ''ک'' ''مانگنے'' کا ''گ'' ''آستاں'' کا ''س'' اور ''حمد'' کی ''د'' اسی نوع سے ہیں۔

ی ---مستزاد میں جو زائد ٹکڑا لگایا جاتا ہے وہ اسی مصرعہ کے رکن اول اور رکن آخر کے مساوی ہوتا ہے۔

ک ---ہم جس بحر میں گفتگو کر رہے ہیں اس کا رکن اوّل فَعِلَاتُ ہے اور رکن آخر فَاعِلَاتُنْ اس لئے زائد ٹکڑا فَعِلَاتُ فَاعِلَاتُنْ کے مساوی ہوگا اور اس کے حروف ملفوظہ کی تعداد بھی ۱۲ ہوگی۔

(مصنف نے دو ارکان کے مجموعہ کو ایک رکن بنا دیا ہے۔)

ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھئے اور پھر درج بالا تقطیع ملاحظہ فرمایئے!

اس تقطیع سے واضح ہے کہ ہر مصرعہ ۲۴ حروف ملفوظہ پر مشتمل ہے اور نصف مصرعہ ۱۲ حروف ملفوظہ پر۔ جو ٹکڑا زیادہ کیا گیا ہے وہ دو ارکان کے ساتھ وزن میں مساوی ہے اور آدھے مصرعہ کے برابر ہے اس لئے اس میں بھی ۱۲ حروف ملفوظہ پائے جاتے ہیں۔

یہ نعت از اوّل تا آخر اسی وزن اور نہج پر چلتی ہے اور علم عروض کے اعتبار سے ایک بے نظیر و بے مثال شہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔

آخر میں گزارش ہے کہ اگر کسی فاضل کو میری تقطیع و توضیح سے اختلاف ہو تو وہ واضح فرمائیں کہ ان کے نزدیک یہ نعت کس بحر میں ہے اور اس کا وزن کیا ہے؟ ویسے اختلاف شاید ممکن نہ ہو کیونکہ یہ نعت بعینہ اُس بحر اور وزن میں ہے جس میں حافظ شیرازی کی یہ

غزل ہے

بملا زمانِ سلطاں ، کہ رساندایں دعا را

کہ بشکرِ پادشاہی ، زنظر مراں گدارا

اور اساتذۂ علم وعروض کے نزدیک اس غزل کا وہی وزن ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ علامہ غیاث الدین ''منہاج العروض'' کے حوالے سے لکھتے ہیں

''رمل مثمن، یک رکن مشکول ویک سالم علی الترتیب۔ از حافظؒ

بملا زمانِ سلطاں ، کہ رساندایں دعا را

کہ بشکر پادشاہی ، زنظر مراں گدارا

فَاعِلاتُ فَعِلا تُنُ فَاعِلاتُ فَعِلا تُنُ۔''

غیاث اللغات (فارسی) فصل عین مہملہ مع را مہملہ، زیر مادہ ''عروض'' ص ۳۳۸۔

میرے خیال میں اس کے بعد کسی ثبوت کی ضرورت نہیں رہتی۔

❁❁❁

علم عروض کے حوالے تو اس کی وہی تقطیع ہے جو بیان ہوئی ہے؛ البتہ جو قارئین ادبی ذوق تو رکھتے ہوں مگر اوزان و بحور کو اصطلاحی طور پر نہ جانتے ہوں ان کے لئے ایک اور تقطیع پیشِ خدمت ہے جس کا فن عروض سے تو کوئی تعلق نہیں مگر اس سے وزن سمجھنے میں آسانی ہوجائے گی۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ایک رکن بحر کامل سے لیں یعنی مُتَفَاعِلُنْ اور ایک رکن بحر متقارب سے لیں یعنی فَعُوْلُنْ اور ان دونوں کو ملا کہ مُتَفَاعِلُنْ فَعُوْلُنْ کہیں۔ یہ متفاعلن فعولن حروف کی تعداد اور حرکات وسکنات کے اعتبار سے مساوی ہے فَعِلاتُ فَاعِلا تُنْ کے ساتھ۔ ملاحظہ فرمائیے!

فَ	عِ	لَ	اُ	تُ	فَ	اُ	عِ	لَ	اُ	تُ	نُ
مُ	تَ	فَ	اُ	عِ	لُ	نُ	فَ	عُ	وْ	لُ	نُ

آپ دیکھ رہے ہیں کہ دونوں میں بارہ حروف ہیں جن میں چوتھا، ساتواں، دسواں اور بارہواں ساکن ہیں باقی سب متحرک ہیں۔ اس کے مطابق تقطیع یوں ہوگی۔

آدھا مصرعہ			
مُتَفَا	عِلُنْ	فَعُو	لُنْ
وُہِ رَبْ	ہَ جس	نِ تجھ	کو
ہمَ تنُ	کرم	بنا	یا
ہمِ بھی	ک ما	گنے	کو
ترَ آ	ستا	بتا	یا
تجھے حم	د ہے	خدا	یا

اس تقطیع کا اگر چہ علم عروض سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ عروض والوں کے ہاں متفاعلن فعولن کی ترکیب سے کوئی بحر نہیں بنتا؛ تاہم عام قارئین اور نعت خوان حضرات اس طرح نعت مستزاد کا وزن بآسانی سمجھ سکتے ہیں اور ترنم سے پڑھ کر لطف اندوز ہوسکتے ہیں۔

❁❁❁

والسلام

فروغ رضویات کا سفر

اپنے دیس............بنگلہ دیس میں

تیرہویں قسط

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

اس نشست میں تشریف فرما حضرات علماء کرام سے فروغ رضویات اور مسلک اہلسنت کی نشر و اشاعت کے حوالے سے مفید گفتگو ہوئی معلومات کا تبادلہ ہوا مولانا نظام الدین رضوی صاحب نے بتایا کہ حضرت پیر خواجہ عبد الرحمٰن چھوردی قدس سرہ العزیز کی مشہور زمانہ تصنیف مجموعۃ الصلوٰۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم چٹا گانگ بنگلہ دیش سے شائع ہوچکی ہے اور وہ اسی افتتاحیہ (مصنفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب) کا بنگالی میں ترجمہ فرما رہے ہیں جو تکمیل کے مرحلے میں ہے۔ فقیر نے ان کو بتایا کہ افتتاحیہ میں کمپوزنگ کی کافی اغلاط ہیں' قبلہ مسعود ملت نے کراچی سے چلتے وقت ناچیز کو اس کا تصیح نامہ عطا فرمایا تھا وہ فقیر نے انکو دیدیا' مولانا نظام الدین بہت خوش ہوئے کہ اس سے انکا کام بہت آسان ہوجائے گا ورنہ اردو کمپوزنگ ان کی بس کی بات نہیں تھی۔

مولانا نظام الدین رضوی صاحب نے یہ بھی خوشخبری سنائی کہ ان کے ایک ہم نام (محمد نظام الدین صاحب) غزالی کالج چٹا گانگ میں اسلامک اسٹیڈیز کے لیکچرار ہیں، وہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت کے حوالے سے کسی موضوع پر ڈاکٹریٹ کرنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں وہ فقیر سے ملاقات کے متمنی ہیں ایک دو دن میں وہ خود یہاں تشریف لائیں گے۔ جناب مولانا شاہد احمد الرحمٰن اور مولانا اسمٰعیل رضوی صاحب نے یہ بھی خوشخبری سنائی کہ اسلامک فاؤنڈیشن ڈھاکہ بنگلہ دیش نے بنگالی اسلامک انسائیکلوپیڈیا (۲۵ ویں) جلد میں ماہر رضویات قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کا اعلیٰحضرت عظیم البرکت کی شخصیت پر ''رضا'' کے نام سے شائع شدہ مقالہ بنگالی میں ترجمہ کروا کر اسلامک انسائیکلوپیڈیا میں شامل کرلیا ہے اس کے بنگالی مترجم حضرت مولانا حافظ عبد الجلیل صاحب سابق ڈائرکٹر اسلامک فاؤنڈیشن بنگلہ دیش ہیں۔ مولانا عبد الجلیل صاحب کے متعلق یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ رضویات کے فروغ اور مسلک اہل سنت و الجماعت کے لٹریچر کی بنگالی زبان میں نشر و اشاعت کیلئے ڈھاکہ میں بڑی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ فقیر کو ان کے ان کارناموں کو سن کر ان سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا اور علامہ ڈاکٹر سید ارشاد بخاری صاحب سے راقم نے عرض کی کہ ڈاکٹر صاحب واپسی پر ڈھاکہ میں ان سے ملاقات ضرور ہونی چاہیے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ آپ فکر نہ کریں ان کا پتہ میرے پاس ہے میں آپ کی کراچی روانگی سے قبل ان سے آپ کی ملاقات ضرور کراؤنگا۔

اس نشست میں بعض حضرات نے استقبالیہ اور میلاد/نعت مبارک کی محافل کیلئے وقت مانگا۔ مفتی صاحب قبلہ کے نامور فرزند مولانا شاہد الرحمٰن صاحب کی طرف اشارہ کرکے ناچیز نے عرض کی کہ یہ فقیر کے پروٹوکول آفیسر ہیں' فقیر کا یہاں قیام زیادہ سے زیادہ ۲ رجولائی تک ہوسکے گا کیونکہ ڈھاکہ' دیناجپور' سید پور' رنگ پور' راجشاہی' ایشورڈی بھی ایک ایک دن کیلئے جانا ہے آپ ان سے پروگرام سیٹ کرلیں۔ چنانچہ مولانا شاہد الرحمٰن صاحب نے اپنی ڈائری دیکھ کر ۲ رتاریخ تک کیلئے مندرجہ ذیل پروگرام سیٹ کئے۔

۲۸ رجون ۲۰۰۴ء

(۱) شیر بنگلہ حضرت علامہ مولانا عزیز الحق قادری علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری ان کے صاحبزادے جناب امین الحق قادری سے ملاقات۔

(۲) شاہ امانت حج قافلہ کے دفتر میں عصرانہ۔

(۳) کُل گاؤں محلّہ کمیٹی کی جانب سے سالانہ محفل نعت میں شرکت منعقدہ فقیر محلّہ جامع مسجد۔

(۴) سید حبیب الرحمٰن صاحب برادر خورحضرت مولانا مفتی سید وصی الرحمٰن صاحب استاد شعبہ فقہ جامعہ احمد سنیہ (سولہ شہر) کے دولتکد ے پر عشائیہ

(۵) کل گاؤں میں واقع مزارات اولیاء پر حاضری۔

۲۹/جون۲۰۰۳ء

(۱) صبح ۱۱/ بجے مدرسہ طیبہ اسلامیہ سنیہ فاضلیہ حوالی شہر، بندر (پرنسپل مولانا بدیع العالم رضوی صاحب) کے استقبالیہ میں شرکت۔

(۲) جناب نور محمد میمن مالک خان جہاں علی ٹریڈنگ کمپنی و سابق ڈائرکٹر چٹا گانگ چیمبر آف کامرس کے دفتر واقع خاتون گنج میں ان سے ملاقات اوران کے چچا کے انتقال پر تعزیت۔

(۳) مولانا ایوب غنی امیر دعوت اسلامی چٹا گانگ کی دعوت پر خاتون گنج بازار کی مشہور مسجد جامع مسجد حمید اللہ خاں میں بعد نماز ظہر تبلیغی نشست سے خطاب۔

(۴) چٹا گانگ کے مشہور ولی اللہ حضرت شاہ امانت علیہ الرحمتہ کے مزار پر حاضری۔

(۵) حضرت امام اہلسنت بنگلہ دیش علامہ مولانا نورالاسلام ہاشمی مدظلہ العالی کی دعوت پر مدرسہ غوثیہ احسن العلوم میں سالانہ محفل گیارھویں شریف میں بعد نماز عشاء شرکت اور خطاب۔ بعد اختتام محفل ان کے دولتکد ے پر عشائیہ میں شرکت۔

۳۰/جون۲۰۰۳ء

(۱) صبح ۱۰ بجے حضرت مولانا ابوالقاسم نوری رضوی کے دولتکد ے پر ناشتہ کی دعوت۔

(۲) جامعہ احمد یہ سنیہ عالیہ سولہ شہر میں استقبالیہ۔

(۳) اعلیحضرت فاؤنڈیشن رضا اسلامک اکیڈمی، رضا اسلامک سینٹر کے عہدیداران اور ''رضویات'' پر پی ایچ ڈی اور ایم فل کے خواہشمند بعض اسکالرز سے ملاقات۔

یکم جولائی۲۰۰۳ء

(۱) حضرت علامہ ابوالبیان سید رضوان الرحمٰن ہاشمی ابن امام اہلسنت بنگلہ دیش علامہ مولانا نورالاسلام ہاشمی (پرنسپل جامعہ احسن العلوم) کی دعوت پر شمالی مغربی چٹا گانگ میں واقع مزار مج بھنڈاری شریف کی زیارت۔

(۲) اعلیحضرت فاؤنڈیشن وریسرچ انسٹیٹیوٹ (صدر ایڈ وکیٹ مصباح الدین بختیار صاحب) کے استقبالیہ میں شرکت شام ۵ بجے بمقام مٹر وویل آڈیٹوریم۔

(۳) حضرت علامہ مفتی امین الاسلام ہاشمی کے بھتیجے جناب مدثر الرحمٰن ہاشمی ابن مولانا بزل ارحمٰن ہاشمی (علیہ الرحمۃ) کے دولت کدے پر رات کا کھانا۔

(۴) حضرت سلطان الواعظین مولانا قاضی محمد احسن الرحمان ہاشمی علیہ الرحمۃ والد ماجد حضرت مفتی امین الاسلام صاحب کے مزار مبارک پر حاضری۔

۲/جولائی۲۰۰۳ء

(۱) صبح علماء اسکالرز، معززین شہر سے قیام گاہ پر ملاقات۔

(۲) جامعہ غوثیہ احسن العلوم کا معائنہ

(۳) رضا اسلامک اکیڈمی (صدر مولانا بدیع العالم رضوی صاحب) کے سیکریٹری الحاج عبداللہ صاحب کی طرف سے ۵ بجے استقبالیہ میں شرکت۔

۳/جولائی۲۰۰۳ء

صبح ۷ بجے ''شوبرنا'' ایکسپریس ٹرین سے علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری زید مجدہ کے ساتھ ڈھاکہ روانگی۔ حضرت مولانا مفتی امین الاسلام ہاشمی صاحب کے بھتیجے

جناب قاضی محمد مدثر الرحمٰن ہاشمی صاحب کا مکان قبلہ مفتی صاحب کے پڑوس میں ہے بارش ذرا تھمی تو وہ بھی ملاقات کیلئے تشریف لائے اور یکم جولائی ۲۰۰۳ کو رات کے کھانے کی فقیر کو اور علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری زید مجدہ کو دعوت دی، آپ چٹا گانگ یونیورسٹی میں کینٹین کے مالک ہیں۔انہوں نے یہ بھی بتایا کہ چٹا گانگ یونیورسٹی آج کل طلباء کی اسڑائیک کی وجہ سے بند ہے ورنہ وہ ہم لوگوں کو یونیورسٹی کا معائنہ کرواتے۔انہوں نے مزید انکشاف کیا کہ چٹا گانگ یونیورسٹی میں جماعت اسلامی کی ذیلی تنظیم اسلامی جمعیت طلبہ کا زور ہے اور وہ آئے دن اپنے جائز و ناجائز مطالبات کیلئے اپنی غنڈہ گردی اور مسلح گروپ کی دہشت گردی کی بنا پر یونیوسٹی کو بند کرواتے رہتے ہیں اور انتظامیہ اور حکومت خاموش تماشائی بنی دیکھتی رہتی ہے اس لئے کہ موجودہ حکومت میں جماعت اسلامی حلیف جماعت ہے اور اس کے وزراء بھی ہیں۔یونیورسٹی بند کروانے کیلئے ان کا طریقہء واردات یہ ہے کہ وہ یونیورسٹی کے مین گیٹ کے علاوہ تمام دیگر راستے بند کردیتے ہیں حتیٰ کے وائس چانسلر اساتذہ بلکہ دیگر عملہ کے اسٹاف بھی بغیر ان کی اجازت کے اندر داخل نہیں ہو سکتے،اسلئے وہ بھی تقریباً ایک ہفتہ سے یونیورسٹی نہیں جاسکے ہیں۔مدثر الرحمٰن صاحب نے یہ بھی بتایا کہ وہاں کے بہت سے اساتذہ کے ذہن بھی جماعت اسلامی کے لٹریچر کی وجہ سے مسموم ہیں وہاں اہلسنت کے طلباء کا داخلہ بہت مشکل امر ہے اگر چھپ چھپا کر ہو بھی جائے تو مسلک اعلحضرت خصوصاً اعلحضرت کی شخصیت کے حوالے سے یہاں سے پی ایچ ڈی ام فل یا کسی اور تحقیقی کام کی اجازت ملنا ناممکن نہیں تو ایک مشکل ترین امر ضرور ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ ''صالحین'' کہ یہ جماعت علمی اور تحقیقی معاملات میں بھی کس قدر متعصبانہ فرقہ وارانہ بلکہ متشددانہ نظریات کی حامل ہے لیکن بایں ہمہ خرابہء وفساد اسلامی قدروں اور اسوۂ حسنہ کے امین ہونیکی دعویدار بھی!

جناب مدثر الرحمٰن صاحب ''شہنشاہ حج قافلہ'' کے نام سے ہر سال حجاج کرام کو حرمین شریفین کے مبارک سفر کی سہولیات بہم پہنچانے کی خدمت بھی انجام دے رہے ہیں **فجزاہ اللہ احسن الجزاء**

آج کی محفل نعت کا پروگرام چونکہ قریب کے محلّہ فقیر پاڑہ کی ''فقیر چلہ جامع مسجد'' میں بعد نماز عشاء تھا اس لئے آج ہم لوگ ذرا ستا کر شیر بنگلہ حضرت علامہ مولانا سید عزیز الحق القادری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کیلئے نکلے۔شیر بنگال علیہ الرحمہ کا مزار ہماری جائے قیام کل گاؤں سے تقریباً ۱۲ رکلومیٹر شمال مشرق کی جانب ہے ان کے آستانہء عالیہ پر ان کے بڑے صاحبزادے جناب سید امین الحق قادری زبدہ مجدہ قیام پذیر ہیں۔

فقیہ بنگلہ دیش حضرت علامہ مفتی امین الاسلام ہاشمی مدظلہ العالی ان کے والد ماجد سلطان الواعظین حضرت علامہ مولانا قاضی سید احسن الرحمٰن ہاشمی علیہ الرحمۃ اور آپ کے خانوادے سے حضرت علامہ سید عزیز الحق علیہ الرحمۃ کے دیرینہ مراسم تھے مزید یہ کہ قبلہ مفتی صاحب کے فرزند اکبر حضرت مولانا صادق الرحمٰن ہاشمی حفظہ الباری (خطیب جامع مسجد بایزید بسطامی) جناب امین الحق قادری صاحب سے شرف دامادی بھی رکھتے ہیں۔اس طرح ان دونوں خاندانوں میں دینی، علمی مسلکی اور نسبی قربتیں قائم ہیں۔

فقیر اور علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری صاحب حضرت قبلہ مفتی صاحب اور ان کے صاحبزادگان حضرت مولانا شاہد الرحمٰن ہاشمی صاحب، حضرت مولانا حافظ خالد الرحمٰن ہاشمی صاحب اور حضرت مولانا صادق الرحمٰن ہاشمی صاحب اور ان کے معصوم صاحبزادگان کی معیت میں عصر کے بعد محترم امین الحق قادری صاحب کے دولتکدے پر پہنچے جب قیام گاہ سے چلے تھے بارش کا سلسلہ جاری تھا لیکن مزار شیر بنگلہ پہنچنے پر کچھ دیر کیلئے یہ سلسلہ رک گیا۔بعد میں پھر شروع ہوگیا راستے میں ہر طرف جل تھل تھا۔ندی نالے کناروں سے بہہ رہے تھے۔بعض جگہ نالوں اور تالابوں کا پانی سڑکوں تک آ گیا تھا ۔لیکن پانی اسقدر تھا کہ گاڑی آسانی سے سڑکوں سے گذر گئی۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب نے فقیر کا اور علامہ ڈاکٹر ارشاد احمد بخاری صاحب کا تعارف کرایا۔محترم صاحبزادہ امین الحق قادری صاحب

بڑی محبت اور خلوص سے ملے ایسا محسوس ہوا کہ برسوں سے شناسا ہیں ۔بہت اخلاق واکرام سے پیش آئے' شاندار عصرانے سے ضیافت کی طرح طرح کے موسمی پھلوں ، آم ، اناس ، کٹھل ، سیب ، انگور و دیگر مشروبات و ماکولات دسترخوان پر موجود تھے۔لیکن آپ کی رہائش گاہ' درویشانہ زندگی اور سادگی کا مظہر تھی سابق مشرقی پاکستان کے شہرۂ آفاق یگانۂ روزگار سنّی عالم ، اردو و فارسی ، عربی اور بنگالی زبان کا شعلہ بیان مقرر' ادیب' شاعر اور ہزاروں ہزار گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے والے پیر طریقت و رہبر شریعت' حضرت علامہ مولانا سید عزیز الحق قادری اگر چاہتا تو اپنے لئے ایک عالیشان بنگلہ بنا سکتا تھا لیکن اس نے سنت نبوی علیہ التحیۃ والثناء پر عمل کیا اور فقر وغنا کی راہ اختیار کی مگر اور شاہنشاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوا۔گھر بشکل ۳ مختصر کمروں پر مشتمل تھا اور اس میں ٹین کی چھتیں تھیں جو شدید بارش کی وجہ سے جگہ جگہ سے ٹپک رہی تھیں ۔ان کے صاحبزادے محترم امین الحق صاحب بھی منکسر المزاجی اور سادگی کا نمونہ نظر آئے۔حضرت نے چلتے ہوئے اپنے والد ماجد کے فارسی دیوان '' دیوان عزیز '' کا ایک نسخہ بھی '' ادارۂ تحقیقا ت امام احمد رضا انٹرنیشنل '' کے لائبریری کیلئے پیش کیا اور یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ اس کی اشاعت پاکستان میں ہو جائے کیونکہ اب اس کا اس سرزمین بنگلہ دیش پر کوئی قدردان نہیں ہے۔شیر بنگلہ کا یہ مجموعہ کلام صرف ان کی مشق سخن اور کمال فن کا ہی مظہر نہیں ہے بلکہ اس کی ایک علمی' تحقیقی روحانی اور تاریخی اہمیت بھی ہے۔شیر بنگلہ کے کلام کا بھرپور تعارف اور ان کے شعر و سخن کو خوبیوں اور امتیازات پر ایک جامع نقد و نظر تو زبان فارسی کا کوئی سخنور ناقد ہی کر سکتا ہے لیکن لیکن فقیر ہیچمد کے خیال میں اس کی درجہ ذیل خوصیات خاص امتیازی شان رکھتی ہے۔

(جاری ہے)

دعائے صحت کی اپیل

حضرت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری اہل سنت والجماعت کی مشہور و معروف شخصیت ہیں ، آپ نے قحط الرجال کے دور میں اخلاص للّٰہت اور خاموشی کے ساتھ عمر عزیز کا ایک بڑا حصہ اسلامی علوم پڑھنے اور پھر پڑھانے میں صرف کیا ، تقریباً تیس سال حدیث شریف پڑھانے کی سعادت حاصل کی ، تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی عظیم علمی ذخیرہ اہل علم کی نظر کیا ، آپ تقریباً آٹھ سال سے زبان' سر' جبڑے ، اور گلے کے درد میں مبتلا ہیں اور یہ تکلیف جو شروع میں کم تھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علاج و معالجہ کے باوجود بڑھتی گئی ، آپ نے پہلے اسباق کم کئے اور پھر تکلیف کی شدت اور زیادتی کے باعث تقریباً دو سال سے تدریس کا مشغلہ نہ چاہتے ہوئے ترک کر دیا ، جبکہ خطبہ نومبر 2000ء سے چھوڑ ہوا ہے ۔ مورخہ 13/04/04 کو زبان کا ایک حساس آپریشن ہوا اور علاج بھی مسلسل جاری ہے ، لیکن جزوی افاقہ کے باوجود صحت کی حالت تشویشناک ہے ، تمام علماء مشائخ اور عوام اہلسنت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت علامہ شرف قادری (اور تمام علماء و مشائخ اہل سنت) کو صحت کامل شفائے عاجلہ اور صحت کاملہ عطا فرمائے تاکہ حضرت موصوف دوبارہ اپنا تحریری تدریسی کام پوری توانائی اور پورے ولولے کے ساتھ شروع کر سکیں اور اپنے علمی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں۔

(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

کتبِ نو

معارف کتب

تبصرہ نگار: ابواویس صابری

انٹرنیشنل سنی ڈائریکٹری

از.....محمد نعیم طاہر رضوی

ماہنامہ ''کنز الایمان'' لاہور کے چیف ایڈیٹر محمد نعیم طاہر رضوی عہد حاضر میں نئی نسل کے نمائندہ صالح نو جوان جو وقتاً فوقتاً کمال محنت، متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کو استعمال کر کے اربابِ شعور و ذوق سے دادِ تحسین حاصل کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر درجن بھر کتب شائع کرنے کے علاوہ ماہنامہ ''کنز الایمان'' کے کئی تحقیقی اور ضخیم خصوصی نمبرز شائع کئے ہیں پھر وہ سماجی خدمت کے محاذ پر پوری مستعدی سے ڈٹے ہوئے ہیں اصلاحِ عقائد واعمال کی غرض سے جہاں جلسے، محافل، سیمینار، کانفرنسیں تربیتی نشستیں اور دیگر تقریبات منعقد کرنا ان کا معمول ہے وہاں ہر روز بلا ناغہ اختر رضا لائبریری سے جہالت کے خلاف علمی جدو جہد انہیں اپنے معاصر نو جوانوں میں ممتاز کر تی ہے ان کی اس فکر ہی کا نتیجہ ''انٹرنیشنل سنی ڈائریکٹری'' کی صورت میں ہمارے سامنے ہے یہ دراصل ان کی سالہا سال کی مسلسل محنت کا خوبصورت ثمر ہے اس کی اشاعت ہمارے دینی ماحول میں ایک مثبت جدید کوشش ہے جس کے ذریعے سے باہمی رابطے کے فقدان کا خاتمہ یقینی بن سکتا ہے۔ اس عظیم کاوش پر محمد نعیم طاہر رضوی کی جس قدر حوصلہ افزائی اور پذیرائی کی جائے کم ہے وہ مستقبل میں مفت سائنس کالج، مفت ڈسپنسری، اور مفت قرآن کریم کی تقسیم جیسے کئی پراجیکٹس پر کام کرنا کا ارادہ رکھتے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ان کے نیک عزائم کی تکمیل کیلئے وسائل کی فراوانی فرمادے اور ان کو ان کی جدو جہد کا اجر، دارین میں عطا فرمائے۔ ماہنامہ کنز الایمان بھی مبارک باد کا مستحق ہے کہ یہ ڈائریکٹری دراصل ماہنامہ ہی کی ایک خصوصی اشاعت ہے۔

ساڑھے چار سو سے زائد صفحات کی اس ڈائریکٹری میں ہزاروں ایڈریس اور ٹیلی فون نمبرز جمع کردیئے گئے ہیں۔ سرورق نہایت خوبصورت ہے اور ہدیہ ۲۰۰/روپے نہایت مناسب ہے شائقین حضرات ماہنامہ کنز الایمان، دہلی روڈ، صدر بازار لاہور کینٹ کے پتہ پر یا فون نمبرز : 0333-4284340, 6680752,6681927 پر رابطہ کریں

☆☆☆

نام کتاب : نزهة الخاطر الفاطر فی ترجمة سیدی الشریف عبدالقادر (عربی)

تالیف : الامام العلامة علی بن سلطان محمد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ

مقدمہ : علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

قیمت : =/36 روپے

ملنے کا پتہ : مکتبہ رضویہ، داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور

اس بابرکت کتاب کے مصنف علمی دنیا کے مشہور و معروف شخصیت ہیں، ان کے دور میں بعض اہل تشیع حضرات نے حضور غوث صمدانی قطب ربانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حسنی حسینی نسب کا انکار کیا تو حضرت علامہ ملا علی قاری نے معترضین کے اعتراضات کا رد کیا اور حضور غوث پاک کا حسنی حسینی نسب ثابت کیا نیز حضرت کے بعض مناقب بھی ذکر فرمائے جن کے مطالعے سے ایمان کو تازگی نصیب ہوتی ہے۔

نزهة الخاصر کا اردو ترجمہ تو پاکستان میں دستیاب تھا لیکن اصل عربی مطبوع یا مخطوطہ دستیاب نہیں تھی، حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے اس کتاب کا مخطوطہ قاہرہ کی لائبریری دار الکتب المصریہ سے منگوا کر من وعن شائع فرمادیا ہے تا کہ یہ عظیم کتاب محفوظ ہو جائے۔ حضرت العلام نے مقدمہ میں فرمایا ہے کہ انہیں اس کتاب سے قلبی لگاؤ آج سے تقریباً تیس سال پہلے شروع ہوا اس وقت سے لیکر اب تک انہوں نے پاکستان اور ہندوستان کی ہر اچھی لائبریری سے نزهة الخاطر کے عربی ایڈیشن کا پتہ کروایا لیکن کہیں کامیابی نہ ہوئی اور بالآخر ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری کی معرفت قاہرہ سے اس کتاب کا مخطوطہ دستیاب ہوا اور اب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکا ہے۔ عربی جاننے والے علمائے کرام اور حضرت پیرانِ پیر سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک عظیم تحفہ ہے۔

☆☆☆

دینی، تحقیقی وملّی خبریں

ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری چیئرمین اسلامک ریسرچ سینٹر دیناجپور (بنگلہ دیش) کی کراچی آمد۔

☆ بنگلہ دیش کی معروف علمی شخصیت پروفیسر ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری مدظلہ العالی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی دعوت پر ۲۶/ اکتوبر کو ڈھاکہ سے کراچی تشریف لائے۔ کراچی ایئرپورٹ پر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے صدر صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب نے کثیر افراد کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔

اپنے دورے کے دوران ڈاکٹر ارشاد احمد بخاری مدظلہ العالی نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا خان میں ایک مصروف دن گذارا جہاں آپ نے ادارہ کی مختلف شعبوں، لائبریری، ماہنامہ ''معارف رضا'' اور بالخصوص اعلیٰ حضرت کے مسودات کے عکس جو ادارہ میں محفوظ ہیں کا مطالعہ فرمایا اپنے قیام کے دوران کراچی کے مختلف مذہبی پروگراموں میں شامل ہوئے جماعت اہلسنت کی جانب سے منعقدہ عید ملن پارٹی میں آپ بحیثیت مہمان خصوصی شریک ہوئے۔

اس اجتماع میں آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں اپنی صفوں کو منظم کرنے کیلئے قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرنی ہوگی محبت رسول ﷺ کے جذبے کو عام کرنا ہوگا کیونکہ مومن کا کام ہی محبت کو فروغ دینا ہے اور معاشرے میں ایسے اثرات مرتب کرنا ہے جس سے اسلام کو فروغ حاصل ہو۔ شب قدر کے موقع پر جامع مسجد بیت المکرم مجید کالونی (لانڈھی) میں آپ نے خطاب فرمایا۔ اس کے علاوہ آپ نے رمضان المبارک میں محمدی مسجد نارتھ کراچی، جامع مسجد المصطفیٰ کورنگی نمبر۲، میں خطابات جمعہ دیئے علاوہ ازیں آپ نے اورنگی ٹاؤن سیکٹر 11/ اسلام نگر کی جامع مسجد قباء میں جمعۃ الوداع کا خطبہ دیا اور نماز پڑھائی۔ عید کی نماز جامع مسجد محمدی عید گاہ نارتھ کراچی سیکٹر 5c/3 میں پڑھائی۔

آپ کا شمار بنگلہ دیش کے سلسلہ قادریہ کے مشائخ میں ہوتا ہے کراچی میں آپ نے کثیر تعداد میں لوگوں کو حلقہ قادریہ رضویہ میں بیعت فرما کر داخل سلسلہ فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب ایک کامیاب تبلیغی دورہ کے بعد ۲۳/ نومبر بروز منگل بنگلہ دیش واپس تشریف لے گئے۔

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری اور آپ کے مریدین و معتقدین کی ایک کثیر جماعت نے کراچی ایئرپورٹ پر آپ کو الوداع کہا۔

....

.... وفیات ....

☆ حضرت مولانا الحاج مصطفیٰ رضا شبنم کمالی پوکھریوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال مورخہ ۱۹/ اگست کی شب ڈھائی بجے پٹنہ میں ہوا۔

موصوف بلند پایہ علمی شخصیت ہونے کے باوجود نہایت منکسر المزاج سادگی پسند اور بااخلاق تھے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے فرزندوں کو ان کا نعم البدل بنائے۔ (آمین)

☆ حضرت فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد بن علوی المالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا شمار دنیائے عرب کے سرخیل علماء اسلام میں ہوتا ہے وہ شہرت یافتہ مصنف، محقق، دانشور اور اسکالر ہیں آپ 29/ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک (۱۵/ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ) کو مکہ مکرمہ میں رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کی رحلت پورے عالم اسلام کیلئے بہت بڑا نقصان ہے آپ مسلکاً مالکی اور مشرباً قادری بزرگ تھے مکہ مکرمہ میں ولادت ہوئی تھی اور اسی مبارک مقام پر داعی اجل کو لبیک کہا۔

☆ جمعیت علمائے پاکستان کے سنیئر نائب صدر، حضرت شاہ محمد غوث قادری لاهوری قدس سرہ کے سجادہ نشین اور صوبہ سرحد کے نامور عالم دین حضرت پیر سید محمد امیر شاہ گیلانی المعروف مولوی جی صاحب 27/ اکتوبر 2004ء کو پشاور میں رحلت فرما گئے۔ آپ کی عمر 84 برس تھی آپ کی نماز جنازہ 28/ اکتوبر کو اڑھائی بجے وزیر باغ پشاور میں آپ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ نور الحسنین سلطان آغا شاہ نے پڑھائی جبکہ پشاور کی تاریخ میں سب سے بڑا جنازہ تھا۔

☆ حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی کے صاحبزادے مفسر قرآن مفتی اقتدار احمد خاں لندن میں انتقال فرما گئے۔ آپ یورپ کا تبلیغی دورہ فرما رہے تھے۔ موصوف اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح علمی جانشین تھے اور ان کی مشہور تفسیر قرآن ''تفسیر نعیمی'' کو مکمل کر رہے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

☆ شیخ الحدیث مفتی ابو صالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ کے بڑے صاحبزادے مفتی محمد صالح کا ایک ٹریفک حادثے میں انتقال ہوگیا۔ ادارہ کے تمام اراکین اس عظیم نقصان میں شیخ الحدیث مدظلہ العالی کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مفتی محمد صالح کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

دُور و نزدیک سے......

ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی ۔(بھارت)

پرسوں رات آپ سے تادیر فون پر گفتگو ہوئی۔ جو باتیں میں مارہرہ مطہر میں کہنا چاہتا تھا، فون پر عرض کیا آپ کی تسلی آمیز، اُمید افزا باتوں سے میرے زخمی حوصلے تازہ و بلند ہو جاتے ہیں۔ جو مہمیز کا کام کرتی ہیں۔ خدا آپ کو جگ جگ جلائے۔

میرے اور پروفیسر فاروق احمد صاحب کے ضروری کاغذات حاضر ہیں پروفیسر فاروق احمد صاحب نے اپنی تصویریں براہ راست بھیجنے کا وعدہ کیا ہے ان کے علاوہ ''معارف رضا'' میں چھپنے کیلئے دو چھوٹی تحریریں بھی ہیں قریب کی اشاعتوں میں جگہ مطلوب ہے۔

امام احمد رضا پر سب سے پہلی .PHD جناب امام الدین جوہر شفیع آبادی نے کی ہے۔عنوان تھا ''امام احمد رضا کا شعر و ادب'' اور فقہ کے حوالے سے اولین تحقیق حضرت حسن رضا پی ایچ ڈی (پٹنہ) کی ہے یہ دونوں حضرات پروفیسر فاروق صاحب کے احباب میں سے ہیں اور اطراف میں ہی رہتے ہیں حضرت فاروق صاحب ان دونوں کے احوال وکوائف مہیا کرائیں گے

☆☆☆

عبدالناصر ''رابطہ فکر و رضا'' مغلپورہ روڈ لاہور۔

آپ سے فون پر گفتگو ہوئی مضمون کے سلسلے میں آپ نے اپنی علالت و نیند کو قربان کر کے ہمیں جو رہنمائی بخشی اس کیلئے ہم آپ کے شکر گذار ہیں آپ کے مشورے کے بعد ہم نے پمفلٹ کو دو گنا کر دیا ورنہ ہمارا خیال تھا کہ دو ورقی ہو بہر صورت آپکی قیمتی رائے کے سبب پمفلٹ مزید بہتر ہو گیا اس سلسلے میں نعیم طاہر صاحب (کنز الایمان سوسائٹی) اور عبد الستار طاہر صاحب کی علمی معاونت ہمارے ساتھ تھی جس کے باعث آپ کے لکھے ہوئے گرانقدر اداریے اور علامہ شرف صاحب مدظلہ العالی کے مضمون کو یکجا کرنا ممکن ہوا ہم آپ کے اور تمام معاونین کے تہہ دل سے شکر گذار ہیں۔

محمد منشا تابش قصوری۔ جامعہ نظامیہ رضویہ

بعد از دعوات عافیت معروض کہ آپ کا دستی مرسلہ مضمون ''امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق و تحریر'' نظر نواز ہوا۔

انداز ترتیب و تحریر بڑا حسین ہے۔ دلکشی اور دلپذیری سے آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ''تحقیق و تحریر'' بڑی خوبصورتی سے قارئین کے مشام کو معطر کرنے کی کامیاب سعی فرمائی ہے۔ انشاء اللہ العزیز جلد ہی ''رضا اکیڈمی'' اس کی اشاعت کا شرف حاصل کرے گی۔

☆☆☆

محمد علیم الدین ،کالا دیو، جہلم

ارسال فرمودہ کتابوں کا پیکٹ معارف رضا عربی' معارف رضا انگریزی' آئینہ رضویات' امام احمد رضا خان کا نظریہ صوتیات موصول ہوا مجھے جیسے ناکارہ کو یاد رکھنے کا شکریہ اس سے قبل ''معارف رضا'' سالنامہ بھی موصول ہوا بہت خوب ہے رضویات کے سلسلے میں اچھا اضافہ ہے۔

فقیر پچھلے دنوں علیل رہا اس لئے شکریہ بروقت ادا نہ کر سکا۔ اپنی دعاؤں میں شامل رکھنے کی استدعا ہے۔

☆☆☆

طارق محمود رضوی۔ گورنمنٹ ہائی اسکول کوٹلہ کاہلواں، شیخوپورہ (پنجاب)

آپ کا ماہنامہ ''معارف رضا'' نظروں سے گزرا۔ پڑھ کر دلی مسرت ہوئی ماہنامہ جس حسن و خوبی سے مسلک رضا کی ترجمانی اور بالخصوص پڑھے لکھے نوجوانوں اور بچوں کیلئے ترتیب دیا گیا ہے آپ اپنی تعریف ہے۔ مولا کریم آپ کو مزید دینی و ملّی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ از پئے غوث و رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کو صحت و سلامتی اور عشق رسول ﷺ کی دولت سے مزید حصے عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

ذکر وفکرِ رضا............جرائد ورسائل کے آئینہ میں

مرتبہ
حکیم قاضی عابد جلالی

☆......ماہنامہ معارف رضا کراچی　　اپریل تا جون (سالنامہ)　　۲۰۰۴ء

......چشم و چراغ خاندان برکاتیہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	ش۲۴،ص۸۳
......مناظر کائنات، حسن رسول ﷺ اور حدائق بخشش	علامہ محمد اشرف آصف جلالی	ش۲۴،ص۹۲
......فن شاعری اور حسان الہند، ایک جائزہ	ڈاکٹر تنظیم الفردوس	ش۲۴،ص۹۹
......مولانا احمد رضا کی نعت نگاری	ڈاکٹر آفتاب نقوی	ش۲۴،ص۱۰۳
......دار العلوم منظر اسلام کا پاکستان پر فیضان	علامہ مولانا عبد الحکیم شرف قادری	ش۲۴،ص۱۱۱

☆......ماہنامہ ''نور الحبیب'' بصیر پور اکتوبر نومبر ۲۰۰۴

......حسام الحرمین کے مقرظین	عبد الحق انصاری	ج۱۶،ش۱۱،۱۲،ص۶۷

☆......سہ ماہی افکار رضا ممبئی، جولائی تا ستمبر ۲۰۰۴

......ترجمہ کنز الایمان کا لسانی جائزہ (قسط۱۲)	ڈاکٹر صابر سنبھلی	ج۱۰،ش۳،ص۵
......اعلیحضرت کے ایک شعر کی صحیح ترجمانی	محمد نعیم برکاتی	ج۱۰،ش۳،ص۲۵

☆......سہ ماہی ''صراط'' کراچی اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۴ء

......امام احمد رضا اور علمائے سندھ	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ	ج۱،ش۱،ص۵۳

☆...... فیضان مصطفےٰ، واہ کینٹ، نومبر ۲۰۰۴ء

......نعت شریف	امام احمد رضا بریلوی	ج۲،ش۵،ص۱۳
......کلام اعلیحضرت کے چند نمونے	سید عبد اللہ شاہ قادری	ج۲،ش۵،ص۲۴

☆......ماہنامہ رموز (اردو) برمنگھم، برطانیہ　نومبر ۲۰۰۴

......علامہ اقبال اور فاضل بریلوی	نظیر لودھیانوی	ج۴،ش،ص

☆......ماہنامہ کنز الایمان، دہلی اکتوبر ۲۰۰۴ء

......امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق وتحریر	سید وجاہت رسول قادری	ج۷،ش۱۰،ص۳۲
......حافظ ملت اور امام احمد رضا	عبد النعیم عزیزی	ج۷،ش۱۰،ص۴۰

☆......ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور　اکتوبر ۲۰۰۴ء

......امام احمد رضا کا محدثانہ مقام	مبارک حسین مصباحی	ج۲۸،ش۱۰،ص۲۴

پیغامِ رضا امتِ ملسمه کے نام

فروغِ تعلیم اور امتِ مسلمہ کے کامیاب مستقبل کیلئے

امام احمد رضا کا دس نکاتی پروگرام

۱......عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں؛

۲......طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں؛

۳......مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں؛

۴......طبائع طلبہ کی جانچ ہو، جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے؛

۵......ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و واعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں؛

۶......حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں؛

۷......تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیئے جائیں؛

۸......شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں، جہاں جس قسم کے واعِظ یا مُناظِر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کیلئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں؛

۹......جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں؛

۱۰......آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں جو وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں؛

حدیث کا ارشاد ہے کہ: ”آخر زمانے میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا“

اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق ﷺ کا کلام ہے۔

﴿فتاویٰ رضویہ (قدیم) جلد نمبر ۱۲، صفحہ ۱۳۳﴾